Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ..........300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ....بچوں کی اغواکاری کا سلسلہ..............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط143)....... طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا حکم..............// // 5

درسِ حدیث ....موت، آرزوؤں سے قریب ہے...........// // 9

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی..ادارہ 13

ملفوظات...مفتی محمد رضوان 15

اہلِ جنت اور کافور و سلسبیل کی نہریں (حصہ اول)..............مفتی محمد امجد حسین 19

فرقہ بندی اور اختلاف میں فرق...................................قاری جمیل احمد 25

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (تیسری وآخری قسط)..............// // 28

ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 29

علم کے مینار:.... امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ اول).....مولانا غلام بلال 31

تذکرۂ اولیاء:........حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کا مقام اور مرتبہ.......مولانا محمد ناصر 33

پیارے بچو!..............غیبت اور بہتان (دوسری وآخری قسط)............حافظ محمد ریحان 37

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (قسط4)...........مولانا طلحہ مدثر 47

آپ کے دینی مسائل کا حل...... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (چوتھی وآخری قسط)..ادارہ 46

کیا آپ جانتے ہیں؟....... جڑواں شہروں میں سفر وقصر کا حکم ....مفتی محمد رضوان 68

عبرت کدہ حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا ....مولانا طارق محمود 70

طب وصحت.........چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط2)......مفتی محمد رضوان 72

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز........................مولانا محمد امجد حسین 75

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..............حافظ غلام بلال 77

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر13 (1437ھ) کی اجمالی فہرست......................مولانا طارق محمود 79

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

بچوں کی اغواکاری کا سلسلہ

کچھ عرصہ سے ملک میں بچوں کی اغواکاری کے واقعات گردش کررہے ہیں، اور ذرائع ابلاغ پر بچوں کی اغواکاری کے مختلف واقعات پیش کیے جارہے ہیں کہ ایک مخصوص گروہ گلی، محلّہ میں کھیلنے کودنے اور گھومنے پھرنے والے بچوں کو بہکا پھسلا کر، یا بے ہوش کرکے یا زور زبردستی سے اپنے ساتھ لے جاتا ہے، جس کے بعد ان بچوں کے جسم کے مخصوص اعضاء نکال کر وہ لوگ فروخت کردیتے ہیں، اور بچوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلادیتے ہیں۔

شنید یہ بھی ہے کہ اس طرح کے واقعات کے پیچھے ڈاکٹروں کے مخصوص گروہ اور پولیس کے بعض افراد کا بھی ہاتھ ہے، پولیس کے وہ افراد اغواکاری کے عمل میں اغواکاروں کی مدد کرتے ہیں، اور ڈاکٹر وہ اعضاء مہنگے داموں اغواکاروں سے خرید لیتے ہیں، اور آگے پھر ضرورت مند مریضوں کے ساتھ ان کا منہ مانگا سودا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

خیر حقیقتِ حال جو کچھ بھی ہو، اس طرح کے واقعات کا روئے زمین کے کسی بھی حصہ پر رونما ہونا انتہائی شرمناک اور خوفناک اور دلوں کو ہلادینے والا اور انسانیت سوز طرزِ عمل ہے، اور ایک مسلمان کی طرف سے اس طرح کے واقعات کا تصور کرنا ناقابلِ یقین معلوم ہوتا ہے، لیکن جب حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے، اور نام نہاد مسلمان اس طرح کے واقعات میں ملوث پائے جاتے ہیں، تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ آج کا مسلمان اس حد تک گرگیا ہے کہ اسے مال وزر کی حرص وہوس نے اندھا کرکے رکھ دیا ہے، جس کو پورا کرنے کی خاطر وہ معصوم بچوں کی جان سے کھیلنے سے بھی نہیں ڈرتا، اور بچوں کے مظلوم والدین اور بہن بھائیوں اور دیگر اعزہ واقرباء کی بددعاؤں کا بھی خوف نہیں کھاتا۔

کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ مظلوم کی بددعاء سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب ورکاوٹ نہیں ہوتی۔

ظاہر سی بات ہے کہ مظلوم والدین، یا بہن بھائیوں وغیرہ کی ان ظالموں پر جو بددعاء ہوگی، وہ ان ظالموں

کے لئے دنیا وآخرت کی تباہی وبربادی کا بہت بڑا پیش خیمہ ثابت ہوگی، اور اس تباہی سے ان بچوں کے اعضاء فروخت کر کے حاصل ہونے والی بھاری رقم بھی نہیں بچاسکتی، اور اس زمرہ میں وہ تمام افراد شامل ہوں گے، جو کسی بھی حیثیت سے اس طرح کے شرمناک اور انسانیت سوز واقعات میں ملوث ہیں۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ کسی مریض ومعذور کی جان بچانے اور اسے کسی مہلک بیماری سے بچانے کے لئے دوسرے انسان کی جان سے کھیلنا شرعاً کسی بھی طرح جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔

اور اسی طرح ایک انسان کے اعضاء فروخت کر کے جو رقم حاصل کی جائے، وہ بھی شرعاً حرام اور مردار ہے، جس کا لینا اور کسی طرح سے استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر کوئی اغوا کاری پر رقم وصول کرے، وہ بھی قطعاً حرام ہے، اس سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ محنت مزدوری کر کے دال روٹی پر گزر بسر کیا جائے، یا پھر بامرِ مجبوری بھوکا پیاسا رہ کر چند لمحات کی عارضی زندگی گزار لی جائے، اور اپنی آخرت کی تباہی وبربادی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ اس موقع پر والدین اور سرپرستوں کو بھی چاہئے کہ تنہا بچوں کو باہر گلی محلوں میں گھومنے پھرنے اور آوارہ گردی سے بچا کر رکھیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ غفلت اور حرص وہوس میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو عقل وشعور فراہم کر کے اور مظلوموں کی بددعاء سے محفوظ رکھ کر اپنی دنیا وآخرت کو تباہ وبرباد کرنے سے بچائے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(سورہ بقرہ قسط143، آیت228)   مفتی محمد رضوان

طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا حکم

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۲۸)

ترجمہ: اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین قروء تک، اور حلال نہیں ان عورتوں کے لئے یہ کہ چھپائیں اس چیز کو جو پیدا کی اللہ نے ان کے رحموں میں، اگر وہ ہوں ایمان رکھتیں اللہ پر، اور آخرت کے دن پر، اور ان کے شوہر زیادہ حق دار ہیں، ان کو لوٹانے کے اس (مدت) میں اگر ارادہ کریں وہ اصلاح کا (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ یعنی طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا حکم بیان فرمایا ہے، کہ مطلقہ عورتیں طلاق ملنے کے بعد، اپنے آپ کو دوسری جگہ نکاح وغیرہ کرنے سے تین قروء تک روکے رکھیں، اور قروء کے معنیٰ بعض فقہاء کے نزدیک حیض کے ہیں، اور بعض کے نزدیک طہر یعنی پاکی کے ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور عدت کا یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے کہ جن سے نکاح کے بعد ان کے شوہروں نے کم از کم ایک مرتبہ صحبت کرلی ہو، اور اس کے بعد طلاق دی ہو، اور اگر کسی عورت کا نکاح تو ہوا، لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی کے درمیان صحبت کرنے اور آپس میں خلوت کی نوبت نہیں آئی، اور اسی حال میں شوہر نے طلاق دے دی، تو پھر ایسی مطلقہ عورتوں پر عدت واجب نہیں ہوتی، اور ایسی مطلقہ عورتوں کو طلاق ملنے کے فوراً بعد ہی، دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوتا ہے، جیسا کہ سورہ احزاب میں اس کا ذکر درج ذیل الفاظ میں آیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ ۴۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نکاح کرو تم مومن عورتوں سے، پھر طلاق دے دو تم ان کو، اس سے پہلے کہ چھوا ہو تم نے ان کو، تو نہیں ہے تمہارے لئے ان عورتوں کے اوپر کوئی عدت، کہ

شمار کرو تم اس کو(سورہ احزاب)

اور طلاق ملنے کے بعد تین قروء تک عدت گزارنے کا حکم ان عورتوں کے لئے ہے، جن کو حیض آتا ہو، اور اگر حیض نہیں آتا، تو پھر عدت کا زمانہ طلاق کے بعد تین مہینے کا ہوگا، اور اگر طلاق ہونے کے وقت عورت حمل سے ہو، تو پھر بچہ کی ولادت پر عدت ختم ہوگی، خواہ طلاق ہونے کے بعد جلدی بچہ کی ولادت ہوجائے، یا تاخیر سے ولادت ہو، بہر حال بچہ کی ولادت پر ہی عدت ختم ہوگی۔

جیسا کہ سورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورة الطلاق، رقم الآية ۴)

ترجمہ: اور وہ عورتیں جو مایوس ہوچکیں حیض سے تمہاری بیویوں میں سے، اگر شک ہو تمہیں (ان کی عدت میں) تو ان کی عدت تین مہینہ ہے، اور جن کو حیض نہیں آتا اور وہ حمل والی ہیں، تو ان کی میعاد یہ ہے کہ پیدا ہوجائے ان کا حمل (سورہ طلاق)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو حمل کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔

پھر اس کے بعد سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں فرمایا کہ عورتوں کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اگر ان کے رحم میں حمل یا حیض ہو، تو اس کو چھپائیں، اگر وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں۔ [1]

اس کے بعد سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں فرمایا کہ ان کے شوہر ان کو اپنے نکاح میں لوٹانے اور رجوع کرنے کے عدت کے زمانہ میں زیادہ حقدار ہیں، اگر وہ اصلاح اور بیوی کے ساتھ نبھاؤ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

طلاق کے بعد بیوی کے نکاح میں واپس لوٹانے کے عمل کو شریعت کی زبان میں ''رجوع کرنا'' کہا جاتا ہے۔

اور شوہر کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق اس وقت ہے، جب کہ اس نے طلاقِ رجعی دی ہو۔ [2]

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں جو ''قروء'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کے معنیٰ حیض کے بھی آتے ہیں، اور

---

[1] عن ابن عباس قال: الحیض والحبل (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۹۴۴۳، باب قوله تعالی: ولا یحل لهن أن یکتمن ما خلق الله فی أرحامهن)

[2] (والمطلقات یتربصن) أی لینتظرن (بأنفسهن) عن النکاح (ثلاثة قروء) تمضی من حین الطلاق جمع قرء بفتح القاف وهو الطهر أو الحیض قولان وهذا فی المدخول بهن أما غیرهن فلا عدة علیهم لقوله (فما لکم علیهن من عدة) وفی غیر الآیسة والصغیرة فعدتهن ثلاثة أشهر والحوامل فعدتهن أن یضعن حملهن کما فی سورة الطلاق والإماء فعدتهن قرء ان بالسنة (ولا یحل لهن أن یکتمن ما خلق الله فی أرحامهن) من الولد والحیض (إن کن یؤمن بالله والیوم الآخر وبعولتهن)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

طہر یعنی پاکی کے بھی آتے ہیں، اس لئے فقہائے کرام کا بھی اس بارے میں اختلاف ہوگیا، اور انہوں نے اس پر اپنے اپنے دلائل قائم فرمائے، جو حدیث وفقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

حنفی اور حنبلی فقہائے کرام کے نزدیک ''قروء'' سے مراد ''حیض'' (Menstruation) ہے، اور مطلب یہ ہے کہ عورت کو طلاق ہونے کے بعد تین حیض گزارنے پر عدت ختم ہوگی۔

جبکہ مالکی اور شافعی فقہائے کرام کے نزدیک ''قروء'' سے مراد ''طہر'' یعنی پاکی کا زمانہ ہے، اور مطلب یہ ہے کہ عورت کو طلاق ہونے کے بعد تین طہر گزارنے پر عدت ختم ہوگی، اور جو دو حیضوں کے درمیان پاکی کا زمانہ ہوتا ہے، وہ ایک طہر شمار ہوگا، اور اس طرح سے تین طہر پورے کرنے ہوں گے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أزواجهن (أحق بردهن) بمراجعتهن ولو أبين (في ذلك) أي في زمن التربص (إن أرادوا إصلاحا) بينهما لإضرار المرأة وهو تحريض على قصده لا شرط لجواز الرجعة وهذا في الطلاق الرجعي وأحق لا تفضيل فيه إذ لو حق لغيرهم من نكاحهن في العدة (تفسير الجلالين، ص ۴۹، سورة البقرة)

[1] اختلف الفقهاء في معنى القرء الوارد في قوله تعالى :(والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء) بعد أن اتفقوا على أن عدة المرأة المطلقة إن كانت من ذوات الأقراء هي ثلاثة قروء .

فذهب المالكية والشافعية إلى أن الأقراء هي :الأطهار.وذهب الحنفية والحنابلة إلى أن الأقراء هي الحيض(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۹ ص ۱۲۰، مادة "طهر")

Idara Ghufran

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار

اور

تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات

کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن

ذُوالحجہ اور قربانی

کے

فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی ”ماہِ ذی الحجہ“ سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصّل ومدلّل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
اس طرح یہ رسالہ بحمداللہ تعالیٰ فضائل ومسائل، دلائل ورذائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی

مصنف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل

اور

بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...دَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاھَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

موت، آرزوؤں سے قریب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ: هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ(بخاری، رقم الحديث ٦٤١٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین پر) چند خطوط (یعنی نشانات) کھینچے، پھر فرمایا کہ یہ (دور والا خط تو) انسان کی آرزویں ہیں، اور یہ (قریب والا خط) اس کی موت ہے، پس وہ انسان اسی طرح ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس قریب والا خط (یعنی موت کا پیغام) آجاتا ہے (اور آرزویں اسی طرح دنیا میں رہ جاتی ہیں) (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ انسان کی خواہش، آرزویں اور تمنائیں تو بہت ہوتی ہیں، مگر موت ان سے پہلے آجاتی ہے، اور انسان کی وہ تمنائیں اور خواہشیں یا آرزویں پوری نہیں ہوتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَمَعَ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا عَلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ: هٰذَا ابْنُ آدَمَ، ثُمَّ رَفَعَهَا فَوَضَعَهَا خَلْفَ ذٰلِكَ قَلِيلًا، وَقَالَ: هٰذَا أَجَلُهُ، ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهٖ أَمَامَهُ قَالَ: وَثَمَّ أَمَلُهُ(مسند احمد،رقم الحديث ١٢٢٣٨) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملا کر زمین پر رکھا، پھر فرمایا کہ یہ ابنِ آدم (یعنی انسان) ہے، پھر ان انگلیوں کو اٹھا کر تھوڑا سا اس جگہ کے پیچھے رکھا اور فرمایا کہ یہ (انسان کے قریب میں) اس (انسان) کی موت ہے، پھر اپنا ہاتھ اس کے سامنے (یعنی اس سے کچھ آگے) رکھ کر فرمایا کہ یہ اس کی آرزویں ہیں (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [1]

مذکورہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر طرف اس کے قریب سے موت نے گھیر رکھا ہے، اور وہ موت سے کسی طرح بھی بچ نہیں سکتا، لیکن انسان کی آرزوؤں اور تمناؤں کا دائرہ بڑا وسیع ہے، جو اس کو موت سے دور اور موت کے بعد کی خواہشات اور منصوبہ بندی پر لگاتا رہتا ہے، اور اس کی تمنائیں اور آرزویں پوری ہونے سے پہلے موت آجاتی ہے، اور انسان اسی حال میں دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ [2]

---

[1] أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِى، عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ، أَنّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُودًا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَآخَرَ إِلَى جَنْبِهِ، وَآخَرَ أَبْعَدَ، فَقَالَ :أَتَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالُوا :اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ :هَذَا الإِنْسَانُ، وَهَذَا الأَجَلُ أُرَاهُ قَالَ وَهَذَا الأَمَلُ، فَيَتَعَاطَى الأَمَلَ فَلَحِقَهُ الأَجَلُ دُونَ الأَمَلِ(شرح السنة للبغوى، رقم الحديث ۴۰۹۱)

عن أبى المتوكل الناجى، قال :أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أعواد، فغرز عودا بين يديه، والآخر إلى جنبه، فأما الثالث فأبعده، فقال :أتدرون ما هذا؟ قالوا :الله ورسوله أعلم، قال: فإن هذا الإنسان، وذاك الأجل، وذلك الأمل يتعاطاه ابن آدم، ويختلجه الأجل دون ذلك(الزهد والرقائق لابن المبارك ، رقم الحديث ۲۵۴)

قال الالبانى:قلت :وهذا المرسل صحيح أيضا، ولا يعل به الموصول؛ لأنه من رواية جماعة من الثقات، ومعهم زيادة؛ فهى مقبولة اتفاقا .وللحديث شواهد(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۴۲۸)

عن جابر بن زيد قال :أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أعواد، فغرس إلى جنبه واحدا، ثم مشى قليلا فغرس آخر، ثم مشى قليلا فغرس آخر، ثم قال :هل تدرون ما هذا؟ هذا مثل ابن آدم، وأجله وأمله، فنفسه تتوق إلى أمله، ويخترمه أجله دون أمله (الزهد لوكيع، رقم الحديث ۱۸۹)

[2] (وعن أنس أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال " :هذا ابن آدم ") : الظاهر أن هذا إشارة حسية إلى صورة معنوية، وكذا قوله ") :وهذا أجله ") : وتوضيحه أنه أشار بيده إلى قدامه فى مساحة الأرض أو فى مساحة الهواء بالطول أو العرض، وقال :هذا ابن آدم، ثم أخرها وأوقفها قريبا مما قبله وقال :هذا أجله. (ووضع يده) أى :عند تلفظه بقول :هذا ابن آدم وهذا أجله (عند قفاه) أى :فى عقب المكان الذى أشار به إلى الأجل (ثم بسط) ، أى :نشر يده على هيئة فتح ليشير بكفه وأصابعه، أو معنى بسط وسع فى المسافة من المحل الذى أشار به إلى الأجل (فقال " :وثم ") : بفتح المثلثة وتشديد الميم أى :هنالك وأشار إلى بعد مكان ذلك ("أمله ") . أى :مأموله وهو مبتدأ خبره ظرف قدم عليه للاختصاص والاهتمام، وخلاصة العبارات والاعتبارات أن هذه الإشارات المؤيدة بالبشارات المؤكدة بالحركات والسكنات القولية والفعلية، المطابقة لما سبق من التصورات الصورية إنما هو للإشارة المعنوية المنبهة من نوم الغفلة المبينة أن أجل ابن آدم أقرب إليه من أمله، وأن أمله أطول من أجله كما قال لله در قوله:

كل امرء مصبح فى أهله ...والموت أدنى من شراک نعله

هذا ما سنح لى فى هذا المقام من توضيح المرام .وقال الطيبى رحمه الله، ممتازا عن سائر الشراح الفخام : قوله :ووضع يده الواو للحال، وفى قوله :وهذا أجله للجمع مطلقا فالمشار إليه أيضا مركب، فوضع اليد على قفاه معناه أن هذا الإنسان الذى يتبعه أجله هو المشار إليه، وبسط اليد عبارة عن مدها إلى قدام انتهى الكلام(مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۳۰۲، كتاب الآداب، باب الامل والحرص)

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کے بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، خیالی پلاؤ پکاتا ہے، شادی بیاہ، کاروبار، مال ودولت کی فراوانی اور بہت کچھ کرنے کا سوچتا ہے، لیکن ان کی تکمیل سے پہلے ہی اس کی موت آجاتی ہے، اور اس کی خواہشات پوری نہیں ہوتیں، اسی کو کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دَم نکلے　　　بہت نکلے مرے ارماں مگر پھر بھی کم نکلے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطًّا وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخُطُوطًا إِلٰى جَانِبِ الْخَطِّ الَّذِي وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخَطًّا خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا الْإِنْسَانُ الْخَطُّ الْأَوْسَطُ، وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ إِلٰى جَنْبِهِ الْأَعْرَاضُ تَنْهَشُهُ - أَوْ تَنْهَسُهُ - مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، أَصَابَهُ هٰذَا، وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ الْأَجَلُ الْمُحِيطُ، وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۲۳۱، ابواب الزهد، باب الامل والاجل، مسند احمد، رقم الحديث ۳۶۵۲) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع (یعنی چورس یا چوکور) خط کھینچا اور اس مربع خط کے درمیان میں ایک اور خط کھینچا، اور اس درمیان والے خط کے اردگرد بہت سے خط کھینچے، اور ایک خط اس مربع خط کے باہر کھینچا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درمیان والا خط تو انسان ہے، اور یہ اس کے اردگرد جو خط ہیں، یہ آفتیں ہیں، جو ہمیشہ اس کو کاٹتی اور ڈستی رہتی ہیں، اگر ایک آفت سے بچ جاتا ہے، تو دوسری آفت پہنچ جاتی ہے، اور مربع (یعنی چورس) خط موت ہے، جس نے اس کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے، اور مربع خط سے باہر جو خط ہے، وہ اس کی آرزوئیں ہیں (ابنِ ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں انسان کی زندگی کے قریب اور اردگرد مختلف قسم کی آفتیں، بیماریاں اور مختلف حادثات وتغیرات لگے ہوئے ہیں، ایک آفت سے بچتا ہے، تو دوسری میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور زندگی بھر

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

وقال ايضاً: اسناده صحيح علىٰ شرط الشيخين (حاشيةمسند احمد)

یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ بیماریوں اور آفتوں والے خط سے نکل کر موت کے خط تک پہنچ جاتا ہے، یعنی فوت ہوجاتا ہے، لیکن اس کی تمناؤں اور آرزؤں کا دائرہ اور خط اس کی موت سے بھی وسیع ہے، وہ موت تک بھی پورا نہیں ہوتا۔ [1] ،جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان سو برس کا ہے، پَل کی خبر نہیں

اس لئے ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی خواہشات اور تمناؤں اور آرزووں کے مقابلہ میں اپنی موت کو قریب سمجھے اور موت وآخرت کے لئے ہر دَم تیار رہے، کسی لمحہ غفلت اختیار نہ کرے۔

اسی کو کسی نے کہا ہے کہ:

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بھی بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

---

[1] قوله :(الأعراض) أى :الأمور التى تعرضه من الأمراض والأحوال المتغيرة والآفات (تنهشه، أو تنهسه) أحدهما بالشين المعجمة والثانى بالمهملة ومعناهما قريب، بل واحد وهو الأخذ بالأسنان والمقصود من الحديث التعجب من حال الإنسان وأنه لا يفوت الأجل لكونه محيطا به من الجوانب كلها وأنه معروض للإعراض قبل ذلک ومع ذلک يؤمل أملا قد جاوز أجله(حاشية السندى علىٰ سنن ابنِ ماجه، ج۲ص۵۵۸، ابواب الزهد، باب الامل والاجل)

مقالات ومضامین ادارہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے،حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیا ہے،ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جو ہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں،ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1)......صرف صحیح العقیدہ مسلمان ہی قربانی میں شرکت فرمائیں۔

(2)......قربانی میں مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں۔

(3)......شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کی خرید اور مختلف انواع (وہڑے، کٹے، اونٹ کے نرومادہ) کی تعیین سے لے کر ذبح کرنے کرانے، گوشت بنوانے اور دیگر آنے والے اخراجات وغیرہ کرنے کی، آخری مراحل تک مجاز ہوگی،پیشگی اجازت ہونی چاہئے،تاکہ شرعی طریقہ پر قربانی صحیح ہوجائے۔

(4)......سری اور زبان بنانے کا انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کردی جاتی ہے،اوراجتماعی قربانی کی کھالیں بطور صدقہ ادارہ غفران کے فنڈ ومصارف میں جمع ہوکر ثواب دارین کا باعث ہوجاتی ہیں،لہٰذا پہلے سے شرکاء کی طرف سے رضامندی ہونی چاہئے۔

(5)......پائے حصہ میں شامل کرکے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔

(6)......اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جاسکتا ہے۔

(7)......قربانی کے دن قربانی کے وقت سے متعلق ادارہ سے رابطہ رکھا جائے،یا ادارہ کی طرف سے فون کے ذریعہ اطلاع ہونے پر بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کرلیا جائے،اس سلسلہ میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کو مشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے،اورتاخیر ہونے پر گوشت کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے،خاص طور پر موسمِ گرما میں۔

(8)......قربانی کے عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں،جس کے لئے انتظامیہ کو اجازت ہونی چاہئے۔

(9)......جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں،اور ادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے، تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک واضح چیز ہے،اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے۔

(10)......ادارہ کی طرف سے مقررہ وقت پر قربانی کرانے کی کوشش ہوتی ہے،لیکن انتظامی عوارض سے تاخیر کا امکان ہوتا ہے، اور پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر، دوسرے، تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے، جس کے انتظام اور گوشت بنانے میں زیادہ سہولت بھی رہتی ہے، اس لئے پہلے دن باری نہ آنے پر تشویش نہیں ہونی چاہیے۔

(11)......حساب وکتاب صاف کرنے اور اپنی باقی ماندہ رقم کے حصول کے لئے قربانی کے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد تک ادارہ کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے حساب بے باق کر لینا چاہیے، تاکہ انتظامیہ کو دشواری کا سامنا نہ ہو، بصورتِ دیگر باقی ماندہ رقم ادارہ کے فنڈ میں جمع کر لی جائے گی۔

امسال 1437ھ (2016ء) کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

عام حصہ: دس ہزار روپے (-/10000) متوسط حصہ: بارہ ہزار روپے (-/12000)

مزید معلومات کے لئے

ادارہ غفران ٹرسٹ: گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی

فون نمبرز: 0333-5365833، 051-5507270، سے رجوع فرمائیں۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین
مفتی محمد رضوان

ملفوظات

مفید اور تجربہ کی بات دوسروں تک پہنچانا

(09فروری2016،مجلسِ خاص)

فرمایا کہ مجھے یہ خواہش رہتی ہے کہ جو دینی یا دنیاوی مفید اور تجربہ کی بات معلوم ہو، وہ کسی نہ کسی انداز میں دوسروں تک زبانی یا تحریری طور پر پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

اس لئے بندہ مختلف عام اور خاص مجالس میں زبانی طور پر بھی یہ کام کرتا رہتا ہے، اور تحریری طور پر بھی مختلف کتب ورسائل اور ماہنامہ میں شائع کر کے بھی کراتا رہتا ہے، اور کچھ یادداشتیں لکھ کر یا لکھوا کر بھی محفوظ رکھتا رہتا ہے، تاکہ کسی مناسب وقت پر ان کو شائع کیا جاسکے۔

اور دیگر حضرات کو بھی اس کی ترغیب دیتا رہتا ہے کہ وہ بھی یہ کام کیا کریں، جس کے نتیجہ میں بہت سی مفید باتوں کا ذخیرہ افادۂ عام کے لئے محفوظ اور جمع ہوتا رہتا ہے۔

عوامی مسائل میں عدم تشدد کی ضرورت

(09فروری2016،مجلسِ خاص)

فرمایا کہ مفتی اور عالمِ دین کو اس بات کا لحاظ کرنا بہت ضروری ہے کہ عوام الناس کے حالات کو ملحوظ رکھ کر مسائل کا حل بیان کرے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مبتلیٰ بہ ایمان وعمل کے اعتبار سے غیر معمولی کمزور ہوتا ہے، اور اسے اگر مشکل قول کے مطابق حکم بتلایا جاتا ہے، تو نتیجۃً وہ کسی غلط مسلک والوں کی طرف رجوع کرتا ہے، یا پھر بالکل آزاد ہو کر نفس وشیطان کی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے، اور اس کے بجائے اگر اس کے لئے اپنے فقہ میں رہتے ہوئے کسی قول یا اہلُ السنۃ والجماعۃ کے اور کسی فقہ کے مطابق حکم بتلایا جائے، تو اس کی ضرورت بھی پوری ہوجاتی ہے، اور مذکورہ خرابیوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

اگرچہ اس طرزِ عمل سے آج بہت سے اہلِ علم اختلاف رکھتے ہیں، اور اس کو تلفیق اور ہوائے نفس وغیرہ کا عنوان دیتے ہیں، مگر بندہ دلائل کے پیشِ نظر جس موقف کو راجح سمجھتا ہے، وہ بندہ نے عرض کردیا ہے،

تفصیل اور دلائل کا یہ موقع نہیں، بندہ نے اپنی متعدد تصانیف وتحریرات میں اس پر اجمالی روشنی ڈالی ہے، اور بعض تصانیف میں تفصیلاً بھی روشنی ڈالنے کا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دینی مدارس وجامعات میں اصلاح وتربیت کی ضرورت

(09فروری2016)

فرمایا کہ آج کل عموماً دینی مدارس وجامعات میں اکثر وبیشتر اصلاح وتربیت کا نظام بہت کمزور پڑ گیا ہے، اسی وجہ سے پہلے اور آج کے زمانہ کے اہلِ علم حضرات کے کام اور عمل میں بڑا فرق نظر آتا ہے۔

پہلے زمانہ میں مدارس وجامعات میں اصلاح وتربیت کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی، مگر اب اکثر وبیشتر اصل کام یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ بس تعلیم اور حلِ سبق صحیح ہو، اسی چیز کی بنیاد پر مدارس اور جامعات کی تعریف کی جاتی ہے کہ فلاں مدرسہ وجامعہ میں تعلیم بڑی اچھی ہے، لیکن اصلاح وتربیت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جو کہ قابلِ افسوس صورتِ حال ہے۔

دینی نصاب کو موجودہ تقاضوں کے مطابق کرنے کی ضرورت

(09فروری2016)

فرمایا کہ اہلِ علم حضرات نے ہر زمانہ میں اس دور کے تقاضوں کے مطابق تعلیمی نصاب مرتب ومنتخب کیا ہے، اور موجودہ زمانہ میں جس تیزی سے انقلاب پیدا ہورہا ہے، وہ اس بات کا زیادہ متقاضی ہے کہ موجودہ دور کے نصاب کو موجودہ حالات اور تقاضوں کے مطابق مرتب کیا جائے، جس کو پڑھ کر ایسے اہلِ حضرات تیار ہوں، جو موجودہ زمانہ کے مختلف شعبہائے زندگی میں رہنمائی بلکہ قیادت وسیادت کا فریضہ سر انجام دے سکیں، اور عامۃُ النّاس کو راہِ حق پر لانے کی کوشش کریں۔

فقہائے کرام کی خدمت کی قدر کی ضرورت

(10فروری2016)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فقہائے کرام سے اجتہاد کے ذریعہ ایسا کام لیا ہے کہ مختلف حالات میں ان سے امت رہنمائی حاصل کرتی ہے، اور امت کے مسائل کا حل اس کے ذریعہ سے نکلتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب عرف وحالات بدلتے ہیں، تو معتبر فقہائے کرام میں سے کسی نہ کسی قول کے مطابق

اس کا حل نکل آتا ہے۔

اور تجربہ سے ثابت ہوا کہ فقہائے کرام میں سے ہر ایک کے قول پر کسی نہ کسی شکل میں دنیا میں عمل ہو رہا ہے، اور ان کے اقوال امت کے عمل کے ذریعہ سے کسی نہ کسی جگہ زندہ وتابندہ ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ کچھ لوگ تو فقہائے کرام کی خدمت کو اہمیت ہی نہیں دیتے، اور وہ اس عظیم خدمت کا انکار کرتے ہیں۔

اور اہلِ علم حضرات کا ایک طبقہ اس سلسلہ میں خاص قسم کے جمود وخمود کا شکار ہے، اور وہ فقہائے کرام کے وسیع تر اقوال کو ملاحظہ کرنے ہی کے لئے تیار نہیں، اور اس کی نظر مخصوص اقوال تک ہی محدود ہے، اور اوپر سے اس قسم کے اقوال پر جمود کو اکابر کے ساتھ وابستہ رہنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت سمجھتا ہے، مگر یہ سوچنے کی زحمت نہیں کرتا کہ وہ اکابر اگر موجودہ زمانہ میں ہوتے، اور موجودہ حالات کا مشاہدہ کرتے، تو کیا وہ بھی اسی جمود کے طرزِ عمل کو اختیار کرتے، ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ میں یہ طرزِ عمل اختیار نہیں کیا کہ حالاتِ حاضرہ اور عرفِ موجودہ کو نظر انداز کر کے جمود اختیار کیا ہو، جیسا کہ ان کے حالات وخدمات سے واضح ہے کہ انہوں نے مشکلات کا حل نکالا اور موجودہ حضرات کے جمود والے طرزِ عمل سے کئی قسم کی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس جمود وخمود سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دماغی کام کرنے والوں کو مقویات اور چہل قدمی کی ضرورت

(11فروری 2016)

فرمایا کہ جو حضرات بیٹھ کر دماغی اور دینی کام کرتے ہیں، ان کو مقویٔ دماغ اشیاء کا استعمال کرنا چاہئے، اور ہوا خوری اور سبزہ زار جگہوں کی سیر اور نقل وحرکت وچہل قدمی وغیرہ کا بھی معمول بنانا چاہئے، ورنہ آہستہ آہستہ دماغ کمزور ہو جاتا ہے، اور ایک جگہ بیٹھے رہنے اور دماغی کام کرتے رہنے سے ایک عرصہ کے بعد دماغ پر خاص مضر اثرات پڑنے لگتے ہیں، اور صحت بگڑنے لگتی ہے، جس کے بعد کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

انا کو فنا کرنے کی ضرورت

(11فروری 2016)

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ سے سنا کہ جب تک اپنی انا کو فنا نہیں کریں گے، اس وقت تک

اصلاح کا ہونا ممکن نہیں۔

واقعی بڑی اچھی بات فرمائی، انا بہت بری بلا ہے، جس کی خاطر بے شمار فتنے جنم لیتے ہیں، اور طرح طرح کے جھگڑے معاشرہ میں پیدا ہوتے ہیں، انا کا مطلب ہے، تکبر اور عجب یعنی اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلہ میں بڑی چیز سمجھنا اور دوسروں کو اپنے مقابلہ میں حقیر و کمتر جاننا۔

اصلاحِ نفس اور تزکیہ کے سلسلہ میں تکبر اور عجب کو سخت نقصان دہ قرار دیا گیا ہے، اور اس کے مقابلہ میں عاجزی اور انکساری یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھنے کی بڑی اہمیت سمجھی گئی ہے، اور قرآن و سنت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل بعض بزرگوں کے یہاں بھی اس کی اصلاح کا خاطر خواہ اہتمام نہیں۔

اللہ تعالیٰ تکبر اور عجب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

بدگمانی اور بدزبانی

(12 فروری 2016)

فرمایا کہ قرآن وسنت میں بدگمانی اور بدزبانی کی سخت ممانعت آئی ہے، اور مسلمانوں کو ان دونوں چیزوں سے بچ کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر آج یہ دونوں گناہ بہت عام ہوتے جارہے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ پہلے دوسرے سے بدگمانی کی نوبت آتی ہے، پھر اس کے بعد انسان دوسرے کے خلاف بدزبانی کا ارتکاب کرتا ہے۔

آج کل دوسرے کی کسی بھی بات پر بغیر کسی معقول دلیل کے دل میں بدگمانی قائم کرلی جاتی ہے، اور پھر اس کے خلاف بدزبانی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ آج کل ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر اس طرح کی باتوں کی بھرمار ہے، اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ پر بہت بڑے طبقہ نے یہی وطیرہ اختیار کررکھا ہے، زبان کو ذرا لگام نہیں، جب چاہا، جس کے خلاف چاہا، جو چاہے کہہ دیا۔

مومن کی شان یہ نہیں کہ اس کے جو جی میں آیا کہہ دیا، جو دل میں آیا اُگل دیا، بلکہ مومن کو ہر بات سوچ سمجھ کر اور ذمہ داری کے ساتھ احسن طریقہ پر کرنی چاہئے، ورنہ ذرا سا جملہ دنیا اور آخرت کے اعتبار سے سخت تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے، میں نے اپنی کتاب ''اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان'' میں بہت سی احادیث اس سے متعلق نقل کردی ہیں، یہ کتاب اس سلسلہ میں بہت اہم اور مفید ہے۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:48) مفتی محمدامجد حسین

اہلِ جنت اورکافوروسلسبیل کی نہریں (حصہ اول)

اہلِ جنت کی عمدہ صفات اور جنت کے دلکش مناظر

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا . عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا . يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا . وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا . إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا . إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا . فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا . وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا . مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا . وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا . وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا . قَوَارِيرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا . وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا . عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا . وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا . وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا . عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا . إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا

(سورۃ الانسان، رقم الآیات ۵ الی ۲۲)

ترجمہ: جونیکوکار ہیں وہ ایسا مشروب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، وہ ایک ایسا عظیم الشان چشمہ ہوگا جس سے (مزے لے لے کر) پی رہے ہوں گے اللہ کے خاص بندے، وہ اسے (جدھر چاہیں گے محض اپنے اشاروں سے) بہالے جائیں گے، وہ جو (آج دنیا میں) پورا کرتے ہیں اپنی نذروں کواور وہ ڈرتے ہیں ایک ایسے ہولناک دن سے جس کی سختی ہرطرف پھیلی ہوگی، وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین یتیم اور قیدی کو، (اور وہ دل میں یازبان سے کہتے ہیں کہ) ہم توتمہیں محض اللہ کے لئے کھلا رہے ہیں تم سے نہ کوئی

Idara Ghufran

بدلہ لینا چاہتے ہیں نہ کوئی شکریہ، ہمیں تو اپنے رب سے ایک ایسے دن کا سخت ڈر لگا رہتا ہے جو بڑا ہی ہولناک اور تلخ دن ہوگا، پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچالے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا، اور ان کے صبر کے بدلے میں، انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا، اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی، ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہونگے، اور ان کے میوے اور گچھے نیچے لٹکے ہوئے ہونگے، ان کے آگے گردش میں لائے جا رہے ہوں گے عظیم الشان برتن چاندی کے اور ایسے عظیم الشان پیالے جو کہ شیشے کے ہوں گے، شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہونگے، اور ان کو منتظمین جنت نے ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہوگا، اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی، یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے، اور ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے گھوم پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے جب تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ وہ موتی ہیں جن کو بکھیر دیا گیا ہے، اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے، ان (کے بدن) پر سبز رنگ کے (عظیم الشان) کپڑے ہوں گے باریک اور موٹے ریشم کے اور (مزید عظمت شان سے نوازنے کے لئے) ان کو کنگن پہنائے گئے ہوں گے چاندی کے اور ان کو پلائے گا ان کا رب ایک نہایت ہی عظیم الشان پاکیزہ مشروب، بے شک یہ تمہارے (نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی (سورہ انسان یعنی سورہ دہر)

الابرار

''ابرار'' قرآن وحدیث کی زبان میں سچے اور کھرے اور ایمان میں مخلص مومنین کو کہا گیا ہے، جو اپنے رب کے مکمل فرمانبردار ہوتے ہیں۔ [1]

یشربون من کأس (پئیں گے جام سے)

''کاس'' جام کو کہتے ہیں، جس میں مشروب انڈیل کر پیا جاتا ہے، جنت میں چار مشروبات کی نہریں ہر

[1] الأبرار جمع بر بفتح الباء کارباب او بار کالشهادة یعنی المؤمنین الصادقین فی ایمانهم والمطیعین لربهم (تفسیر المظهری، سورة الانسان، تحت الآیة)

طرف جاری ہونے کا ذکر خود قرآن میں ہے۔
جو پانی، دودھ، شراب اور شہد کی ہوں گی (ملاحظہ ہو سورہ محمد، آیت نمبر 15) [1]
مراد یہ کہ ان مشروبات کے جام پیا کریں گے۔

کان مزاجھا کافورا (اس جام میں آمیزش کافور کے چشمہ سے ہوگی)

دنیا کی کافور تو ہم جانتے ہیں، یہ انتہائی ٹھنڈی چیز ہے، جو گرمی اور سوزش کی قاطع ہے، لیکن جنت و آخرت کی چیزوں کو دنیا کی چیزوں سے کہاں کی نسبت، سوائے نام یا صورت کے اشتراک کے، اگر جنت کے چشمۂ کافور میں بہنے والی کافور خنک اور ٹھنڈے مزاج کی حامل ہے، تو پھر جنت کے مشروبات کے جام میں اس کے لیموں کی طرح چند قطرے ملانے سے شاید یہ خاصیت پیدا جاتی ہو کہ میدانِ حشر کی گرمی، سختی جو کچھ کم یا زیادہ جھیل کر یا ملاحظہ کر کے پہنچنے والا وہاں پہنچے گا، تو کافور کی آمیزش والی اس شراب سے طبیعت کا وہ سب تکدر، گرمائش، بوجھل پن، گرمی، سوزش اور جلن دور ہو جائے گی۔
"مزاجھا" کا مشہور معنیٰ تو یہی ہے کہ کافور کی آمیزش اس جام میں کی جائے گی، البتہ تابعین میں سے مفسر عکرمہ سے اس کا مطلب "ذائقہ" منقول ہے، اس صورت میں "کان مزاجھا کافورا" کا معنیٰ ہوگا کہ ایسے جام سے ابرار کو پلایا جائے گا، جس کا ذائقہ کافور کا سا ہوگا (دیکھیے تفسیر مظہری، موقع ہٰذا)
کافوری شراب کی ترکیب شاید یہیں سے اردو میں آئی ہے۔

عینا یشرب بھا عباد اللہ

کافور کے بارے میں واضح کر دیا کہ وہ جنت کے ایک چشمے کا نام ہے، جس سے اللہ کے خاص بندے پیا

---

[1] مثل الجنة التی وعد المتقون فیھا أنھار من ماء غیر آسن وأنھار من لبن لم یتغیر طعمه وأنھار من خمر لذة للشاربین وأنھار من عسل مصفی ولھم فیھا من کل الثمرات ومغفرة من ربھم کمن ھو خالد فی النار وسقوا ماء ا حمیما فقطع أمعاء ھم (سورة محمد، رقم الآیة ۱۵)
جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اسکی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں، ایسا پانی جو کبھی خراب نہیں ہوگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفی کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور انکے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) انکی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جنکو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو انکی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا (سورہ محمد)

کریں گے، باقی عام ابرار اور نیک صالح لوگوں کو ان کے مشروب میں چشمۂ کافور سے صرف چند قطرے آمیزش کر کے دی جائے گی۔

یفجرونها تفجیرا (چشمۂ کافور کو بہالے جائیں گے جہاں چاہیں گے)

یہ خواص اہلِ جنت اس چشمے سے چھوٹی چھوٹی نالیاں یا بالفاظِ دیگر واٹر سپلائی لائنیں جس طرف چاہیں گے، جس طرح چاہیں گے، اپنے ساتھ ساتھ بہالے جائیں گے، یہ جنت کا خودکار اور آٹومیٹک نظام ہوگا، جو اہلِ جنت کے ارادوں اور اشاروں پر چلے گا، کسی نہر سے کوئی مشروب کسی طرف بھی لے جانا چاہیں گے، تو ان کا ارادہ کرنے کی دیر ہوگی کہ اس طرف نہر سے شاخ پھوٹ کر بہہ پڑے گی، اور پہنچ جائے گی۔
کوہ کن یعنی فرہاد کی طرح تیشہ اٹھا کر پہاڑوں کی کھدائی کرنے اور جوئے شیر یعنی دودھ کی نہر کھودنے کی نوبت نہ آئے گی کہ نہر نہ کھد سکے، تو وہی کدال قمارِ عشق کا سودائی فرہاد اپنے سر میں دے مارے۔

سودا قمارِ عشق میں خسرو سے کوہکن بازی گرچہ نہ پا سکا سر تو اپنا دے سکا [1]

یوفون بالنذر

نذر ایسے عمل کو کہتے ہیں، جو آدمی پر واجب نہ ہو، اور آدمی اپنے اوپر واجب کرلے، جیسا کہ صحاح (قدیم عربی لغت) میں ہے: ”ان توجب علی نفس ما لیس بواجب“
چنانچہ نذر یا منت آدمی جو مانتا ہے، اس میں ہوتا یہی ہے کہ کسی حاجت اور مراد پوری ہونے کے لئے یا بغیر کسی مراد کے کوئی عبادت کا کام، خیر و خیرات، اور صدقہ جاریہ کا عمل اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے، یہ اللہ والوں کی، ابرار و اتقیا کی شان ہوتی ہے کہ شریعت کے فرض، واجب اعمال تو وہ بجالاتے ہی ہیں، مزید وہ

[1] مشکل ترین مہمات سر کرنے کے لئے اردو میں جوئے شیر کھودلانے کی ترکیب، فرہاد کی کوہ کنی یعنی پہاڑ کھودنے کے تصور سے آئی ہے، جیسے مرزا غالب کا یہ مصرعہ ع

صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

شیریں فرہاد کا واقعہ عشق، سرزمین ایران کی لوک داستان ہے، جیسے لیلیٰ مجنون، وادی نجد (سرزمینِ عرب) کی، ہیر رانجھا پنجاب کی، سسّی پنوں سندھ کی لوک داستان ہے۔
کہتے ہیں شیریں شہزادی تھی، فرہاد ایک نوجوان اس پر عاشق ہوگیا، کسریٰ شاہِ ایران (عربی میں کسریٰ کو خسرو لکھتے، بولتے یں، اوپر کے شعر میں بھی خسرو ہے) نے فرہاد کو ٹالنے کے لئے کہا کہ محل کے سامنے پہاڑ کی چوٹی سے نہر کھدوا کر محل تک پہنچاؤ، تا کہ چرواہے وہیں سے بکریوں وغیرہ کا دودھ دوھ لیا کریں، اور نہر میں دودھ بہہ کر محل میں آجائے، یہ کرلوگے تو شیریں کو تم سے بیاہ دیں گے، عشق اندھا ہوتا ہے، فرہاد نہر کھودنے لگا، مکمل ہونے کے قریب آئی، تو خسرو کو فکر ہوگئی، اس نے ایک بڑھیا کو بھیجا، جس نے فرہاد کے سامنے روتے ہوئے یہ جھوٹی خبر سنائی کہ شیریں مرگئی، یہ سن کر فرہاد نے پھاوڑا اپنے سر میں دے مارا اور مرگیا۔

قربت کے مقامات میں اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ غیر لازم شرعی اعمال اور اچھے کام، نفلی اعمال بھی وہ بہت ذوق وشوق، اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں، اور بہت کثرت سے کرتے ہیں، اللہ والوں کے سوانح و حالات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ ذکر، محاسبہ، مراقبہ، تلاوت، نوافل، استغفار، درود شریف، انفاق فی سبیل اللہ، خدمتِ خلق، اشاعتِ دین، تبلیغ، دعوت وارشاد میں وہ کس طرح جُت جاتے ہیں، اور اپنی زندگیاں کھپا ڈالتے ہیں، ساتھ ساتھ مجاہدات، مشکلات، آزمائشیں مخلوق کی طرف سے، مخالفین کی طرف سے ایذارسانیاں جو کچھ ان کو پہنچتی ہیں، ان سے استقامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ مردانہ وار اور پروانہ وار گزر جاتے ہیں۔ ؎

جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے ۔۔۔ مستند رستے وہی مانے گئے

یخافون یوما کان شرہ مستطیرا

(ایسے دن سے ڈرتے ہیں، جس کا شر ہر طرف پھیلا ہوا ہوگا)

مراد قیامت کا دن ہے، قیامت کا مراقبہ، قیامت کے جزا وسزا کی فکر، جوابدہی کا احساس، یہ مومن کی شان ہے، مومن کی مستقل حالت ہے، جس سے اس کا دل ودماغ کسی وقت خالی نہیں ہوتا اور خالی نہیں ہونا چاہئے، قیامت کا یہی وہ استحضار ہے، جو اسلامی معاشرے کو، مسلمان فرد کو قانونی، تمدنی، اخلاقی اور حدود و قیود والی زندگی گزارنے پر اور اپنی حد بندیوں میں رہنے پر آمادہ ومجبور کرتی ہے، وہ تنہائی میں بھی اس استحضار کی وجہ سے جرم اور ہر طرح کی برائی سے اس لئے اپنے نفس کو روکے رکھتا ہے کہ ایک ذات نے مجھ سے اس کی پوچھ گچھ کرنی ہے، جو میرے تنہائی کے احوال سے بھی خبردار ہے، یہ جذبہ، یہ فکر، یہ احساس، یہ ذہن ومزاج، آسمانی شریعتوں کی، نبیوں کی تعلیمات کی دَین ہے، سوغات ہے۔

زمانہ سابق کے معاشروں میں جب مذہبی وروحانی اقدار وتعلیمات کا دور دورہ اور عام ماحول تھا، تو انٹی کرپشن اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نہ اتنی ضرورت تھی نہ اتنی بھرمار تھی، جو عصرِ رواں کے لادینی، سیکولر، مادیت زدہ ریاستوں اور معاشروں کی شناخت ہے کہ سیکولر معاشروں میں فرد وسوسائٹی کو اخلاقی، انسانی اقدار میں کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے۔

وہ ان بہت سی بیہودگیوں، اخلاق باختگیوں اور منکرات میں کھلے بندوں ملوث ومبتلا ہوتا ہے، جس کا مذہبی و روحانی اقدار کے حامل اور آسمانی شریعتوں پر عامل معاشروں میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اور ان کو جرم

سمجھا جاتا ہے، اتنی کھلی چھوٹ کے باوجود کتنے ہی تمدنی اور امانت وعدالت بالفاظِ دیگر حقوق العباد کے قبیل کے جرائم ہیں، جو خود سیکولر سوسائٹیوں اور ریاستی نظامات میں بھی جرم ہیں، لیکن سیکولر وجدیدیت زدہ انسان خدا خوفی اور فکرِ آخرت سے خالی ومحروم ہونے کی وجہ سے ان قانونی جرائم میں مبتلا ہوتا ہے، اور بہت کثرت سے مبتلا ہوتا ہے، حالانکہ اس کی سوسائٹی، اس کی سیکولر ریاست نے بہت سی انسانی واخلاقی حد بندیاں اس سے ختم کردی ہیں، لیکن اس کا نفس سیر نہیں ہوتا، وہ فکرِ آخرت سے محروم ہوکر شترِ بے مہار بن جاتا ہے، جو اپنی ذات، اپنے نفس، اپنی سفلی خواہشات کی تکمیل کے لئے سب کچھ روند ڈالنا چاہتا ہے، نظامِ ریاست، سوسائٹی، معاشرے اور حتیٰ کہ پورے نظامِ کائنات کو فساد سے بھر دینا چاہتا ہے، فطرت کے ضابطوں اور قدرت کے آئین کو معطل کردینا چاہتا ہے۔

پھر اس کی روک تھام کے لئے جدید سوسائٹی، سیکولر ریاست، قانون نافذ کرنے والے اداروں، انٹی کرپشن اتھارٹیوں کا جال بچھا دیتی ہے، لیکن ان اداروں کے اہل کار بھی تو فرشتے نہیں ہوتے، فکرِ آخرت اور خدا خوفی سے محروم وہی جدیدیت ولادینیت کے ماحول میں پلے ہوئے انسان ہوتے ہیں، نتیجۃً انٹی کرپشن والے خود کرپشن میں ملوث ہوجاتے ہیں، قانون نافذ کرنے والے خود قانون شکن وقانون فروش بن جاتے ہیں، انصاف فراہم کرنے والے مقدس ایوان، انصاف بیچنے کی دوکانیں اور ظلم کی تحفظ گاہیں بن جاتی ہیں۔

اے جدیدیت کے علمبردارو! کرپشن ختم کرنے کے لئے تمہاری یہ تدبیریں درخت کی جڑ کو پانی دینے کی بجائے، شاخوں اور پتوں کو پانی دینے کی طرح ہیں، انسان کی ایک فطرت ہے، جو انسان کے خالق نے ڈیزائن کی ہے، اس نے انبیاء بھیج کر انسان کی فطرت، انسان کے ضمیر، انسان کی روح کو پاکیزہ ومنور بنانے کا انتظام کیا ہے، یہ جڑ کو پانی دینے اور صحیح بیج بونے کا عمل ہے، تم انبیاء کی شریعتوں سے بغاوت کرکے، سیکولر ولادینیت کا نعرہ لگا کر، اور روحانی اقدار کو ملیامیٹ کرکے پوری انسانیت پر ظلم کررہے ہو، اور اپنے آپ پر، اپنے معاشروں پر، اپنی نسلوں پر ظلم کررہے ہو، روحانی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے بغاوت کرکے، تم ہزار انٹی کرپشن ادارے بناؤ، اور قانون ساز نظامات کا جال بچھاؤ، دنیا کو اس فتنہ وفساد سے پاک نہیں کرسکتے، جوان کو روحانیت سے محروم کرکے انسان کو مادی شیطان بنا کر اور ہوس وخواہشات کا پجاری بنا کر اس کے بگاڑ سے ہر آن دنیا میں پھیل رہا ہے۔ (جاری ہے............)

مقالات ومضامین قاری جمیل احمد

فرقہ بندی اور اختلاف میں فرق

رب ذوالجلال نے اپنی کتابِ حکمت میں اپنے ایمان والے بندوں کو یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا (سورة آل عمران، رقم الآية ١٠٣)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور تم آپس میں فرقہ فرقہ نہ بنو (سورہ آل عمران)

فرقہ باعثِ نفرت

فرقہ درحقیقت نفرت سے جنم لیتا ہے، فرقہ فرقہ، یعنی الگ الگ ہو جانے سے آپس میں نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے کی نوبت آ جاتی ہے، یہاں تک کہ قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرقہ بندی، یعنی فرقہ فرقہ ہونے سے منع فرمایا ہے۔

اختلاف باعثِ رحمت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اختلافِ رائے کو امت کے لئے باعثِ رحمت بنایا ہے، اختلاف کا معنیٰ ہے ''مختلف ہونا'' جیسے اللہ تعالیٰ کی کائنات میں ہزار ہا چیزیں ایسی ہیں، جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں، بلکہ ایک ہی نسل کی چیزوں میں بے شمار قسم کے اختلاف پائے جاتے ہیں، جیسے پھولوں کے اندر دیکھ لیجئے کہ ان میں ہزار طرح کی صورتیں آپ کو نظر آئیں گی، یہ سارے اختلاف ہیں، لیکن ان سب اختلاف کے باوجود تمام پھولوں میں ہم آہنگی وخوبصورتی پائی جاتی ہے، یہ سب مختلف پھول، سب انسانوں کو خوش کرتے ہیں، اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

جانوروں کی مثال، حشرات کی مثال، درختوں کی مثال، اور انسانی مزاجوں کی مثال، اور ہزار ہا چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں آپ مختلف چیزیں تلاش کرنا چاہیں، تو ان کی کوئی حد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بے حد و بے حساب انسانوں اور دیگر مخلوقات کو مختلف بنایا ہے، حتیٰ کہ دو سگے بہن بھائیوں کو بھی اپنے اپنے مزاج، اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور اپنی شکل وصورت کے اعتبار سے مختلف بنایا ہے، لیکن اس

اختلاف کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بہن بھائی، اب آپس میں بہن بھائی نہیں رہے، یا وہ عزیز و اقارب، اب آپس میں عزیز واقارب نہیں رہے، یا وہ انسان اب آپس میں انسان نہیں۔

یقیناً وہ سب انسان ہیں، اور وہ آپس کے قرابت دار، ہیں، آپس میں ایک دین اور ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ، وہ ایک دین اور ایک مذہب والے ہیں، ان اختلاف کی وجہ سے ان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ جب فقہی اختلاف ہو، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں سمجھنے کا اختلاف۔

مثلاً قرآنِ کریم کی ایک آیتِ کریمہ سامنے آئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان سامنے آیا، اب تین چار علماء، جو اس کے بارے میں غور کر رہے ہیں کہ ان آیاتِ کریمہ کا مطلب کیا ہے، اور ان احادیث کا مطلب کیا ہے، اور ان آیاتِ کریمہ واحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ہم آج کے زمانے میں اپنے مسائل کو کس طرح حل کر سکتے ہیں، اور آج کے زمانے میں اس کا فتویٰ کیا بنتا ہے، اور اس کا حل کیا ہے، اور وہ اگر آپس میں سمجھنے کے دوران کسی بات پر اختلاف کر لیتے ہیں، اور سب کی غرض ایک ہی ہے کہ ہم نے حق تک پہنچنا ہے، دین اسلام کو سیکھنا ہے، اللہ تعالیٰ کی بات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صحیح سنت ہے، اس کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہے، جب سب کی غرض ایک ہی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے، تو پھر تمام تر فقہی سمجھ کے اختلاف کے باوجود، ان کا آپس میں بیٹھنا اور آپس میں گفتگو کرنا، آپس میں ایک دوسرے سے بحث کرنا بھی آپس میں باعثِ رحمت بنے گا۔

جس طرح ہم زندگی کے دیگر معاملات میں بعض اوقات کسی اختلاف کا شکار ہو جاتے ہیں، فرض کریں، کسی ہاسپٹل میں ایک مریض داخل ہوا، تین چار ڈاکٹر زمل کر اس کے مرض کی تشخیص کرتے ہیں، اور غور کرتے ہیں کہ اس کا مرض کیا ہے، اور اس کی دوا کیا ہونی چاہئے، اور علاج کی ترتیب کیا ہونی چاہئے، ان تمام چیزوں کے بارے میں سوچتے ہوئے بعض اوقات وہ آپس میں اختلاف کر لیتے ہیں، دواؤں کے بارے میں سوچتے ہوئے بعض اوقات وہ آپس میں اختلاف کر لیتے ہیں، دوؤں کے بارے میں اختلاف ہو جاتا ہے، اور طریقہ کار کے بارے میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے، لیکن کیا اس اختلاف کا مطلب یہ ہوا کہ مریض کا علاج نہیں ہونا چاہئے، یا ایک ڈاکٹر صحیح اور دوسرا غلط ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔

جس طرح دنیا کے دیگر معاملات میں فہم وسمجھ کا اختلاف ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سمجھنے میں بھی کچھ معاملات میں اختلاف ہے۔

یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارے ہاں اس جملے کو بہت کثرت سے پھیلایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کے اندر بہت اختلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ قرآن وسنت کو اتھارٹی مانتے ہیں، اصولی اور بنیادی اختلاف نہیں، بلکہ فقہی وفروعی اختلاف ہے، اورانہی احکام میں ہے، جہاں خود قرآن وسنت کے نصوص کے مفاہیم میں لچک رکھی ہے۔

اگراختلاف ہے، تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں کسی سنت کے معاملے میں یا کسی فروعی اور جزوی معاملے میں اختلاف بنتا ہے، اسی وجہ سے اگر وہ اختلاف سمجھنے کے نقطۂ نظر سے کسی بات کو پہچاننے کے لئے اور کسی بات تک پہنچنے کی کوشش کرنے میں اختلاف ہو، تو وہ باعثِ رحمت ہے، اوراس کو خوب فروغ دینا چاہئے، تاکہ لوگ آپس میں مل بیٹھیں، اورایک دوسرے کو سُنیں، اورایک دوسرے کی بات کو سمجھیں اور سمجھائیں، ایک دوسرے کے ساتھ علمی بنیادوں پر اپنی فہم اوراپنے تجربات کو پھیلانا انسانی دنیا میں بہتر سمجھا جاتا ہے۔

لیکن فرقہ فرقہ ہونا، ایک دوسرے کی نفرت وعداوت کو جنم لیتا ہے۔

اس لئے اللہ رب العزت نے اپنی کتابِ مقدس میں فرقہ فرقہ ہونے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا فرقہ فرقہ ہونے سے بچنا چاہئے، اوراختلافِ رائے کی حقیقت کو پھیلانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (تیسری وآخری قسط)

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ نے ہمیشہ بندہ کے ساتھ شفقت ومحبت والا برتاؤ کیا، قابلِ مشورہ امور میں بہتر مشورے فراہم کئے، دکھ درد کی گھڑی میں حوصلہ وہمت فراہم کی، خود اپنی تکلیف ودکھ کو بھول کر پریشانی کے موقع پر ساتھ کھڑے ہوئے، ادارہ کے اور خانگی معاملات میں رہنمائی فراہم کی۔

اسی کے ساتھ وہ ہمارے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے بھی تھے، اور والد صاحب رحمہ اللہ کا پہلے ہی انتقال ہوگیا تھا، اس لئے ان کی وفات سے ایسا محسوس ہوا، جیسے والد یا بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ہو۔

اور اب جبکہ ان کی وفات کو دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، ان کی کمی برابر محسوس ہورہی ہے، اور دل وقتاً فوقتاً ان کی یاد میں اٹکا ہوا سا محسوس ہوتا ہے۔

اب عیدالاضحیٰ کا مبارک موقع قریب ہے، اور ادارہ غفران میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی کا بھی انتظام ہوتا ہے، اور عیدالفطر کے کچھ عرصہ بعد اجتماعی قربانی میں حصہ لینے والوں کی طرف سے ادارہ میں رجوع اور اپنے حصوں کی بکنگ شروع ہوجاتی ہے، جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

گزشتہ سالوں میں ایک عرصہ سے کافی حد تک ادارہ کی طرف سے حصہ لکھنے کی خدمات حکیم صاحب موصوف کے سپرد ہوتی تھیں، اب ان کی نشست تو خالی ہے، لیکن ادارہ کے دوسرے اراکین وخدام بحمداللہ تعالیٰ اب یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں، نگرانی کی کمی کا احساس ہورہا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب رحمہ اللہ کی آخرت کو ہر طرح سے بہتر فرمائے، ان کی دینی خدمات کو قبول ومنظور فرمائے، اور ادارہ میں جو انہوں نے خدمات سرانجام دی ہیں، ان کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، اور ان کے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف فرمائے، ان کی قبر کو منور اور کشادہ فرمائے، آخرت اور حشر کی منازل کو آسان بنائے، اور ان کو اپنی خاص جوارِ رحمت اور جنۃ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

کون کہتا ہے کہ مومن مرگیا
قید خانہ چھوڑ، اپنے گھر گیا

Idara Ghufran

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ شعبان ۷۰۱ھ میں حضرت ابوالمعالی محمد بن عثمان بن اسعد بن منجی بن برکات بن مؤمل تنوخی دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۳۰)

□...... ماہِ شعبان ۷۰۳ھ میں حضرت محمد بن یوسف بن ابومحمد بن ابوالفتوح مقدسی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۳۱۲)

□...... ماہِ شعبان ۷۰۵ھ میں حضرت ابوالحسین یحیٰ بن احمد بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن علی بن عبدالباقی جذامی اسکندرانی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۶۷)

□...... ماہِ شعبان ۷۰۷ھ میں حضرت علی بن علی بن عبدالاحد زین القضاۃ عبدالرحمٰن بن سلطان بن قاضی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۷)

□...... ماہِ شعبان ۷۰۹ھ میں حضرت ست الفخر بنت عبدالرحمٰن بن احمد ابونصر بن شیرازی دمشقیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۹۱)

□...... ماہِ شعبان ۷۱۱ھ میں حضرت ابوالفضل محمد بن مکرم بن ابوالحسن علی بن احمد بن ابوالقاسم انصاری رویفعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۸۸)

□...... ماہِ شعبان ۷۱۲ھ میں حضرت محمد بن عطاء بن ابومنصور مظفر بن فضل لکندی اسکندرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۳۲)

□...... ماہِ شعبان ۷۱۴ھ میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن ابوعلی بن عبادہ انصاری صابونی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۵۲)

□...... ماہِ شعبان ۷۱۶ھ میں حضرت ابوالفضل محمد بن عبدالحمید بن عبداللہ بن خلف قرشی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۰۶)

□...... ماہِ شعبان ۷۱۸ھ میں حضرت صفیہ بنتِ احمد بن ابی بکر بن عبدالباقی بن علی صالحیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۰۷)

Idara Ghufran

☐...... ماہِ شعبان ۷۱۹ھ میں حضرت اسحاق بن ابراہیم بن مظفر مصری مقری مؤدب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۶۴)

☐...... ماہِ شعبان ۷۲۱ھ میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالرحمٰن بن ربیع اشعری اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۲۰۳)

☐...... ماہِ شعبان ۷۲۲ھ میں حضرت محمد بن خضر بن خلیل بن مبہان آباری حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۸۶)

☐...... ماہِ شعبان ۷۲۳ھ میں حضرت قاسم بن مظفر بن محمود بن بن احمد بن محمد بن حسن دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۱۷)

☐...... ماہِ شعبان ۷۲۶ھ میں حضرت سالم بن ابی الدرلؤلؤ بن عبداللہ قلانسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۶۲)

☐...... ماہِ شعبان ۷۲۷ھ میں حضرت ابوالفتح نصراللہ بن ابوبکر بن نصراللہ دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۳۵۳)

☐...... ماہِ شعبان ۷۳۳ھ میں حضرت امِ محمد حبیبہ بنتِ ابی بکر عبدالرحمٰن بن محمد بن ابراہیم مقدسیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۱۹)

☐...... ماہِ شعبان ۷۳۶ھ میں حضرت ابواللث قراسنقر بن عبداللہ علمی دواداری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۱۹)

☐...... ماہِ شعبان ۷۳۸ھ میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن منیر بن سلیمان قواس ذہبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۶۳)

☐...... ماہِ شعبان ۷۳۹ھ میں حضرت امِ محمد زینب بنت شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۵۲)

☐...... ماہِ شعبان ۷۴۳ھ میں حضرت ابوالمعالی محمد بن عبدالرحیم بن عبدالوہاب بن علی بن احمد سلمی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۲۱۵)

☐...... ماہِ شعبان ۷۴۵ھ میں حضرت ابوعمر عثمان بن سالم بن خلف بذی حنبلی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۴۳۵)

علم کے مینار　　امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:9)　　مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ اول)

حضرت عبداللہ بن مبارک اور داد طائی رحمہما اللہ نے آپ کے کوفہ میں حلقۂ درس میں بیٹھنے کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی ہے کہ:

ابراہیم بن نخعی کے بعد آپ کے مایۂ ناز شاگرد اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد ''حماد بن سلیمان'' رحمہ اللہ تھے، جو کہ ''مفتی الناس بالکوفة'' کے لقب سے مشہور تھے، جو فقہ اور فتویٰ میں ہر خاص وعام میں مشہور ومقبول تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا، تو اہلِ علم حضرات کو ان کا جانشین مقرر کرنے کی فکر ہوئی، اس طرح ان کے شاگردوں کی نگاہِ انتخاب، ان کے صاحبزادے اسماعیل بن حماد پر پڑی، چنانچہ اسماعیل بن حماد حلقہ درس کے لئے جانشین مقرر ہوئے، مگر کچھ دنوں کے بعد اندازہ ہوا کہ اسماعیل، نحو، عربیت، کلامِ عرب اور اشعارِ ایام عرب کے عالم ہیں، اور فقہ وفتوی میں آپ کو وہ کمال حاصل نہیں کہ جس کی توقع کی جارہی تھی، چنانچہ ان کے شاگردوں میں سے ابوبکر نہشلی، ابو بردہ، محمد بن جابر، ابوحصین، حبیب بن ثابت اور دیگر اصحاب نے متفقہ طور پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتخاب کیا، اور آپ کے متعلق یہ فرمایا کہ:

"إن هذا الخزاز حسن المعرفة وإن كان حدثا"

''بے شک یہ ریشم فروش فقہ میں اچھی معرفت رکھتا ہے، اگرچہ ابھی نو عمر ہے''

سوانہوں نے آپ کو حماد بن سلیمان کے حلقہ درس کے لئے جانشین مقرر کیا، اور آپ نے اپنے ساتھیوں کی بات رکھتے ہوئے، استاد کے حلقۂ درس میں بحثیت معلم بیٹھنا منظور کرلیا، اور قدرتِ خداوندی نے آپ کو ذہانت وفراست اور فہم کے ساتھ ساتھ سخاوت اور کشادہ دلی اور اچھے اخلاق سے بھی نوازا تھا، اس لئے بہت جلد آپ فقہ وفتویٰ میں لوگوں میں مقبول و معروف ہوگئے، اور حکام وامراء بھی آپ کی عزت واکرام کرنے لگے، اور اس طرح آپ کی مقبولیت اور حلقہ درس کی شان وشوکت دیکھ کر حماد بن سلیمان کے اونچے تلامذہ یعنی ''طبقة

العلیا'' کے اصحاب بھی آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے، اور اس کے بعد امام ابویوسف، اسد بن عمر، قاسم بن معین، زفر بن ہذیل، ولید بن ابان، ابوبکر ہذلی اور دوسرے اہلِ علم آنے لگے، اور کوفہ کی جامع مسجد اتنی پرکشش ہوگئی کہ امراوحکام اور طبقہ اشرافیہ تک کے لوگ بھی جمع ہونے لگے۔ [1]

ابتداء میں آپ کو استاذ کی جانشینی اور نیابت، اور اپنا حلقہ درس قائم کرنے میں تردداور خلجان تھا، لیکن ان ہی دنوں آپ نے ایک خواب دیکھا، جو بظاہر پریشان کن تھا۔

چنانچہ آپ کا اپنا بیان ہے کہ:

میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودرہا ہوں، جس کی وجہ سے بہت زیادہ گھبراہٹ پیدا ہوئی، پس میں بصرہ آیا، اور ایک شخص کے ذریعہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس کی تعبیر معلوم کی، ابنِ سیرین نے فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ظاہر کرے گا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تعلیمات، اور آپ کی احادیث لوگوں تک پہنچائے گا) اور علم کو اس طرح پھیلائے گا کہ اس سے پہلے کسی نے اس طرح نہیں پھیلایا ہوگا۔

چنانچہ اس کے بعد آپ پوری شرحِ صدر اور انبساط کے ساتھ فقہ وفتویٰ کی تدریس کرنے لگے۔ [2]

(جاری ہے............)

---

[1] ابن المبارک قال سمعت داود الطائی یقول کان مفتی الناس بالکوفة حماد بن أبی سلیمان وکان لحماد ابن یقال له اسماعیل ابن حماد بن أبی سلیمان فلما جاء موت حماد أجمعوا ان یکون إسماعیل یجلس لهم ویصبر علیهم فنظروا فإذا الغالب علیه الشعر والسمر وأیام الناس فقال ابو بکر النهشلی وکان من أصحاب حماد وأبو بردة ومحمد بن جابر الحنفی وجماعة من أصحاب حماد فقال ابو حصین وحبیب بن أبی ثابت إن هذا الخزاز حسن المعرفة وإن کان حدثا فأجلسوه ففعلوا وکان رجلا موسرا سخیا ذکیا فجلس وصبر نفسه علیهم وأحسن مؤاساتهم وحباهم وأکرمه الحکام والأمراء وارتفع شأنه فاختلف إلیه الطبقة العلیا ثم جاء بعدهم ابو یوسف وأسد بن عمرو والقاسم بن معن وأبو بکر الهذلی والولید بن أبان (اخبار ابی حنیفة للصیمری، ج ۱، ص ۲۲)

[2] أبو یحیی الحمانی، سمعت أبا حنیفة یقول : رأیت رؤیا أفزعتنی، رأیت کأنی أنبش قبر النبی -صلی الله علیه وسلم -فأتیت البصرة، فأمرت رجلا یسأل محمد بن سیرین. فسأله، فقال :هذا رجل ینبش أخبار رسول الله -صلی الله علیه وسلم (سیر اعلام النبلاء للذهبی، ج۶، ۳۹۸، تحت رقم الترجمة ۱۶۳)

وفی روایة أنه قال :صاحب هذه الرؤیا یثور علماً لم یسبقه إلیه أحدٌ قَبله .قال هشام :فنظر أبو حنیفة، وتکلم حینئذ .والله تعالی أعلم. (الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة للتقی الغزی، ج ۱، ص ۲۶)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط:2) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کا مقام اور مرتبہ

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سب سے بلند درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔

چنانچہ حضرت وہب سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ " :مَنْ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ "فَقُلْتُ :أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ : لَا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَمَا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۳۴، إسناده قوی)

ترجمہ: ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین شخص کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! آپ ہی ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور یہ بات یقینی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا تھا (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ عَلِيٌّ: يَا أَبَا جُحَيْفَةَ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ "قَالَ: قُلْتُ :بَلَى .قَالَ :وَلَمْ أَكُنْ أَرَى أَنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ " :أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، عُمَرُ، وَبَعْدَهُمَا آخَرُ ثَالِثٌ وَلَمْ يُسَمِّهِ

(مسند احمد، رقم الحديث ۸۳۵، إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوجحیفہ! کیا میں آپ کو اس امت کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتلادوں؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، اور میں علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو افضل نہیں سمجھتا تھا (لیکن) علی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس امت کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان دونوں کے بعد ایک تیسرے شخص ہیں، لیکن علی رضی اللہ عنہ نے اُن کا نام نہیں لیا (مسند احمد)

اور حضرت عون بن ابی جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَبِى مِنْ شُرَطِ عَلِيٍّ، وَكَانَ تَحْتَ الْمِنبَرِ، فَحَدَّثَنِي أَبِي :أَنَّهُ صَعِدَ الْمِنبَرَ - يَعْنِي عَلِيًّا -فَحَمِدَ اللهَ تَعَالَى وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ " :خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَقَالَ : يَجْعَلُ اللهُ تَعَالَى الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ (مسند احمد، رقم الحديث ٨٣٧، ورقم الحديث ٨٣٣، ابن ماجه، رقم الحديث ١٠٦، إسناده قوى)

ترجمہ: میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حفاظتی گارڈ میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور دوسرے عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ جہاں چاہتا ہے خیر رکھ دیتا ہے (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ فرمان سے معلوم ہوا کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر کی خلافت کی طرف اشارہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا، أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ، وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ (بخارى، رقم الحديث ٣٦٨٢، مسلم، باب من فضائل عمر رضى الله عنه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے (خواب) میں دکھایا گیا کہ میں ایک ڈول کے ساتھ ایک کنوئیں میں سے صبح کے وقت پانی کھینچ رہا ہوں، تو اسی دوران ابوبکر آ گئے، انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کے کھینچے اور اللہ ان کی مغفرت فرمائے کہ ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی، پھر عمر بن خطاب آئے، اور انہوں نے ڈول کے ذریعے پانی نکالا تو میں نے لوگوں میں سے ایسی زبردست بہادری کے ساتھ پانی نکالنے والا عمر کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا، یہاں تک کہ لوگ (پانی پی کر) سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر آرام کی جگہ بٹھا دیا (بخاری، مسلم)

مذکورہ حدیث کی تشریح میں محدثین اور اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف ایک دو ڈول کی نسبت اُن کی خلافت کے سالوں کی طرف بھی اشارہ ہے، کہ اُن کی خلافت کی مدت کم ہوگی، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعاء فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ اُن پر کوئی ملامت نہیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ اپنی جگہ برقرار ہے، اور مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے (کذا فی حاشیۃ مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۴۸۱۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا آخرت میں اکٹھا ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ (بخاري، رقم الحديث ٣٦٨٥، باب مناقب عمر بن الخطاب، مسلم، باب من فضائل عمر رضى الله عنه)

ترجمہ: جب عمر رضی اللہ عنہ (کے فوت ہونے کے بعد اُن) کا جسم اُن کی چارپائی پر رکھا گیا تو

لوگوں نے ان کوگھیر لیا،لوگ جنازہ اٹھائے جانے سے پہلےاُن کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے،اور میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا کہ اچانک ایک شخص نے میرا کندھا پکڑلیا،تو وہ علی بن ابوطالب تھے،علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی اور کہا کہ اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے میرے سے زیادہ چاہنے والا کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ ان اعمال پر اللہ سے ملاقات کرنا پسند ہو، اللہ کی قسم! مجھے اُمید ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہی رکھے گا، کیونکہ میں نے بہت مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں ابوبکر اور عمر گئے، اور میں ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، اور میں ابوبکر اور عمر رضی نکلے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر کام میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ بھی اپنے دونوں ساتھیوں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رکھے گا) (بخاری، مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سب سے بلند درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خاص تعلق حاصل تھا، جو کسی اور کو حاصل نہ تھا، اور جس طرح دنیا میں یہ تعلق سب کے سامنے تھا، دنیا سے جانے کے بعد آخرت میں بھی یہ تعلق برقرار رہا، چنانچہ آج بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 74 ''چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج''﴾

سفید پھٹکری کو تھوڑا سا توے پر بھون لیں، اور صبح وشام اور دوپہر ڈیڑھ گرام کھائیں، یہ بلغمی کھانسی کے لئے مفید ہے۔

تخم السی کا سفوف دو گرام، شہد خالص چوبیس گرام ملا کر چٹنی بنا کر استعمال کرنا بھی کھانسی میں مفید ہے۔

کھانسی ہونے کی صورت میں کھٹی اور سرد مزاج والی چیزوں اور ٹھنڈے پانی اور آئسکریم وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے، اور سردی نیز ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (جاری ہے............)

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

غیبت اور بہتان (دوسری وآخری قسط)

پیارے بچو! جیسے غیبت کرنا بُرا اور گناہ ہے، ویسے ہی غیبت سننا اور غیبت کی باتوں میں دلچسپی لینا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

غیبت کی مجلس میں پہلے تو غیبت کرنے والے کو چپ کرانا چاہئے، اگر اس طریقے سے لڑائی جھگڑے اور فتنے تک نوبت پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو مجلسِ غیبت سے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے، اور اگر اس طرح سے چلے جانا بھی لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچا دینے والا ہو، تو پھر بیٹھے رہنا اور غیبت کی باتوں کی طرف کان نہ لگانا، بلکہ دل اور زبان کو اللہ کی یاد اور ذکر میں مصروف رکھنا چاہئے۔

کسی شخص میں کوئی عیب ہے، یا اس کی کوئی ایسی عادت ہے، جو معاشرے میں بُری سمجھی جاتی ہے، تو اس کی پیٹھ پیچھے اس کا برائی سے تذکرہ نہ کرے، اسی طرح کوئی معذور ہو، تو اس کی معذوری والی حالت کی نقل اتارنا بھی غیبت میں داخل ہے، مثلاً اگر کوئی پاؤں سے معذور ہے یا نابینا ہے یا ایک آنکھ سے بھینگا ہے، تو لنگڑا کر یا آنکھیں بند کرکے یا جھپکا کر یا بھینگی کر کے یا اس کی چال چلن کا انداز، بات کا انداز، بولنے کا انداز، یا قد چھوٹا ہوتے ہوئے مزاق کرنا، گونگا ہو تو اس کی نقل اتارنا (یہ سب باتیں بھی غیبت میں داخل ہیں)

غیبت سے بچنے کا طریقہ

کسی دوسرے کی کوئی بات بیان کرتے ہوئے پہلے یہ سوچ لے کہ قرآن وحدیث میں غیبتی آدمی کے لئے کتنی بڑی بڑی سزائیں بیان ہوئی ہیں، میں بھی کہیں یہ بات کرکے جنت سے محروم نہ جاؤں، کہیں میں بھی اپنے بھائی کا مردار گوشت تو نہیں کھا رہا، کہیں مجھ میں یہ عیب نہ ہو، اور ہوسکتا ہے مجھ میں اس سے زیادہ عیب ہوں۔

غیبت سے توبہ اور خلاصی کا طریقہ

اگر کسی کی غیبت ہو جائے، تو اپنے کیے پر شرمندہ ہو، اور غیبت کو چھوڑ دے، اور ہمیشہ چھوڑنے کا پختہ عزم

کرلے،جس آدمی یا بچے کی غیبت کی ہو،اس سے جا کر کہے کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے،مجھے معاف کردیں،اگر سامنے جا کر معذرت کرنے کی ہمت نہ ہو،تو کاغذ پرتحریر لکھ کر یا میسج (Message) کے ذریعہ اطلاع کردے کہ مجھے احساس ہورہا ہے کہ شاید میں نے بعض دفعہ آپ کی غیبت کی ہے،اب میں اس پرشرمندہ اور قیامت کے عذاب سے فکرمند ہوں،آپ اللہ کے لئے مجھے معاف کردیں۔

اگرآپ نے کبھی میری غیبت کی ہو،یا بُرا بھلا کہا ہو،تو میں نے بھی اللہ کے لئے آپ کو معاف کردیا۔

اورکم ازکم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنے اور اس کے لئے اللہ سے استغفار کرتا رہے،اگر اس نے معاف کردیا تو ٹھیک،ورنہ غیبت کا تعلق تو آدمیوں اور انسانوں کے حقوق سے وابستہ ہے،اس کا گناہ ہمیشہ سر پر منڈلاتا رہے گا۔

ابھی ہیں عمل کے مواقع ترے پاس — غنیمت سمجھ زندگی کو پیارے
معافی سے پچھلے گناہوں کو دھولے — گناہوں سے بچ کر سعادت کو پالے
سعادت کی راہیں یہی ہیں جہاں میں — بسر ہو عمر کہ رب کو منالے

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط4)

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت سودہ بنت زمعہ نبی علیہ السلام کے نکاح میں آنے سے پہلے سکران بن عمر کے نکاح میں تھیں، مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے جب قریش مکہ نے مسلمانوں کو پریشان کرنا شروع کیا اور مسلمانوں کا مکہ میں رہنا دشوار ہوگیا تو نبی علیہ السلام کی اجازت سے کچھ مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے یہ بھی ان میں شامل تھیں، وہاں سے واپس آکر کچھ عرصے بعد جب انکے شوہر سکران بن عمر کا انتقال ہوگیا تو نبی علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمالیا تقریبا تین سال کے عرصے تک تنہا یہی نبی علیہ السلام کے ساتھ رہی تھیں یہاں تک کہ حضرت عائشہ کی بھی رخصتی ہوگئی، جب یہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے اپنی باری کا دن نبی علیہ السلام کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے حضرت عائشہ کو دے دیا تھا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، مِنِ امْرَأَةٍ فِيهَا حِدَّةٌ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَبِرَتْ، جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ، يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ (مسلم، رقم الحديث ١٤٦٣ "٤٧" كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها)

ترجمہ: میرے نزدیک سودہ بنت زمعہ سے زیادہ کوئی عورت ایسی نہیں تھی کہ میں اس کی جگہ پر ہونا پسند کروں، ان کے مزاج میں تھوڑی تیزی تھی جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے دن کی باری عائشہ کو دیدی پھر نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے لیے دو دن تقسیم کیے ایک دن خود انکا اور ایک دن حضرت سودہ کا (مسلم)

حضرت سودہ کا نبی علیہ السلام سے نکاح کرانے میں بھی حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ بنت

Idara Ghufran

حکیم کا کردار تھا نبی علیہ السلام کو انہوں نے ہی حضرت عائشہ اور ان سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا تھا انہی کے واسطے سے نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کو نکاح کے پیغام بھیجا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ کے نکاح کا تفصیلی واقعہ تو گزشتہ قسط میں مذکور ہو گیا تھا، جس حدیث میں حضرت عائشہ کے نکاح کا واقعہ تھا اسی حدیث میں آگے یہ الفاظ ہیں

ثُمَّ خَرَجَتُ فَدَخَلَتُ عَلٰی سَوُدَةَ بِنُتِ زَمُعَةَ، فَقَالَتُ:مَاذَا أَدُخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيُكِ مِنَ الُخَيُرِ وَالُبَرَكَةِ ؟ قَالَتُ: مَا ذَاكَ ؟ قَالَتُ:أَرُسَلَنِیُ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ أَخُطُبُكِ عَلَيُهِ، قَالَتُ:وَدِدُتُ اُدُخُلِیُ إِلٰی أَبِیُ فَاذُكُرِیُ ذَاكَ لَهُ، وَكَانَ شَيُخًا كَبِيُرًا، قَدُ أَدُرَكَتُهُ السِّنُّ، قَدُ تَخَلَّفَ عَنِ الُحَجِّ، فَدَخَلَتُ عَلَيُهِ، فَحَيَّتُهُ بِتَحِيَّةِ الُجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ:مَنُ هٰذِهِ ؟ فَقَالَتُ: خَوُلَةُ بِنُتُ حَكِيمٍ، قَالَ:فَمَا شَأُنُكِ ؟ قَالَتُ:أَرُسَلَنِیُ مُحَمَّدُ بُنُ عَبُدِ اللّٰهِ أَخُطُبُ عَلَيُهِ سَوُدَةَ، قَالَ: كُفُءٌ كَرِيُمٌ، مَاذَا تَقُوُلُ صَاحِبَتُكِ ؟ قَالَتُ:تُحِبُّ ذَاكَ، قَالَ:اُدُعُهَا لِیُ فَدَعَتُهَا، فَقَالَ:أَیُ بُنَيَّةُ إِنَّ هٰذِهِ تَزُعُمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بُنَ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ عَبُدِ الُمُطَّلِبِ قَدُ أَرُسَلَ يَخُطُبُكِ، وَهُوَ كُفُءٌ كَرِيُمٌ، أَتُحِبِّيُنَ أَنُ أُزَوِّجَكِ بِهٖ، قَالَتُ:نَعَمُ، قَالَ:اُدُعِيُهِ لِیُ، فَجَاءَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ إِلَيُهِ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَ هَا أَخُوُهَا عَبُدُ بُنُ زَمُعَةَ مِنَ الُحَجِّ، فَجَعَلَ يَحُثِیُ عَلٰی رَأُسِهِ التُّرَابَ، فَقَالَ بَعُدَ أَنُ أَسُلَمَ:لَعَمُرُكَ إِنِّیُ لَسَفِيُهٌ يَوُمَ أَحُثِیُ فِیُ رَأُسِیُ التُّرَابَ أَنُ تَزَوَّجَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ سَوُدَةَ بِنُتَ زَمُعَةَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۷۶۹)

ترجمہ: اس کے بعد حضرت خولہ وہاں (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر) سے نکل کر حضرت سودہ بنت زمعہ کے پاس گئیں اور ان سے کہا اللہ تمہارے گھر میں کتنی خیر و برکت داخل کرنے والا ہے حضرت سودہ نے معلوم کیا وہ کیسے حضرت خولہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس اپنی جانب سے نکاح کا پیغام دیکر بھیجا ہے انہوں نے کہا بہتر ہے تم میرے والد کے پاس جا کر ان سے اس بات کا ذکر کرو، سودہ کے والد بہت بوڑھے ہو چکے

ل قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

تھے اور انکی عمر اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ حج کرنے سے بھی رہ گئے تھے حضرت خولہ نے ان کو زمانہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق سلام کیا، انہوں نے معلوم کیا کہ کون ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا میں خولہ بنت حکیم ہوں، انہوں نے معلوم کیا کہ کیا بات ہے؟ حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے سودہ سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، زمعہ نے کہا وہ تو بہترین جوڑ ہے، تمہاری سہیلی کی کیا رائے ہے؟ خولہ نے کہا یہ رشتہ اسے پسند ہے، زمعہ نے کہا اسے میرے پاس بلاؤ، حضرت خولہ نے انہیں بلایا تو زمعہ نے کہا کہ اے میری بیٹی ان کا کہنا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے خولہ کو تم سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے اور وہ بہترین جوڑ ہے تو کیا تمہیں پسند ہے کہ میں ان سے تمہارا نکاح کردوں؟ حضرت سودہ نے کہا جی ہاں! یہ سن کر زمعہ نے مجھ سے کہا کہ جاؤ محمد بن عبداللہ کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ حضرت خولہ کے بلانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور زمعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہ کا نکاح کردیا، چند دنوں کے بعد حضرت سودہ کا بھائی عبداللہ بن زمعہ (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جاہلیت کے طریقے کے مطابق) حج کر کے واپس آئے تو اپنے سر پر (اس نکاح پر غصے اور افسوس کی وجہ سے) مٹی ڈالنے لگے، جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اس کے بعد وہ کہتے تھے کہ تمہاری زندگی کی قسم! میں اس دن بے وقوف تھا جب سودہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہونے پر اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا (مسند احمد)

ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ کس سادگی سے نکاح ہوگیا حضرت سودہ کے والد نے نبی علیہ السلام کو بلایا اور نکاح کردیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے موقعے پر رسوم ورواج کی پابندی میں پڑ کر اس مبارک عمل کی برکت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی خاتون کو کسی شخص کی طرف سے نکاح کا پیغام ملے تو اس کو چاہیے کہ خود سے حتمی جواب نہ دے بلکہ اپنے والدین اور اولیا کے ذریعے معاملے کو آگے بڑھائے نبی علیہ السلام سے بہتر کون شخص ہوسکتا ہے لیکن حضرت سودہ نے باوجود اس کے کہ نبی کا پیغام تھا اور انکو یہ رشتہ منظور بھی تھا حضرت خولہ کو اپنے والد سے بات کرنے کا کہا اور خود سے کوئی جواب نہیں دیا حیا اور شریعت نیز معاشرتی اقدار کا یہی تقاضا ہے، اور اولیاء کو بھی چاہیئے کہ اپنی لڑکی کی رضامندی کو جان لیں، بغیر رضامندی کے کوئی فیصلہ اس پر مسلط نہ کریں۔

(جاری ہے.........)

ارکانِ اسلام دخولِ جنت کا ذریعہ ہیں

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِھِنَّ مَعَ إِیْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّۃَ، مَنْ حَافَظَ عَلَی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ عَلٰی وُضُوْئِھِنَّ وَرُکُوْعِھِنَّ وَسُجُوْدِھِنَّ وَمَوَاقِیْتِھِنَّ، وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَیْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْہِ سَبِیْلًا، وَأَعْطَی الزَّکَاۃَ طَیِّبَۃً بِھَا نَفْسُہُ، وَأَدَّی الْأَمَانَۃَ (ابوداؤد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں، جو انہیں ایمان کے ساتھ بجالائے گا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، جس نے پانچ نمازوں کی وضو کے ساتھ اور نمازوں کے رکوع اور سجود اور اوقات کی پابندی کے ساتھ حفاظت کی، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کیا، اگر بیت اللہ کی طرف جانے کی استطاعت ہے، اور اپنی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کی، اور امانت ادا کی (ابوداؤد، حدیث نمبر 429)

معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد، اخلاص کے ساتھ نماز کو اس کے صحیح صحیح طریقہ کے مطابق انجام دینا، فرض روزے رکھنا، زکاۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

ماہِ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ:أَفْضَلُ أَیَّامِ الدُّنْیَا أَیَّامُ الْعَشْرِ ، یَعْنِیْ:عَشْرَ ذِی الْحِجَّۃِ(کشف الاستار عن زوائد البزار)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں (کشف الاستار،حدیث نمبر 1128)

اورحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ أَیَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَیْہِ مِنَ الْعَمَلِ فِیْھِنَّ مِنْ ھٰذِہِ الْأَیَّامِ الْعَشْرِ،فَأَکْثِرُوْا فِیْھِنَّ مِنَ التَّھْلِیْلِ ، وَالتَّکْبِیْرِ، وَالتَّحْمِیْدِ(مسند احمد، رقم الحدیث 5446)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اورزیادہ پسندیدہ نہیں ہیں، جن میں کوئی عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے اِن دس دنوں کے مقابلہ میں،تو تم ان دس دنوں میں تہلیل اور تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو۔

تہلیل سے مراد’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ اور تکبیر سے مراد’’اللہ اکبر‘‘ اور تحمید سے مراد’’الحمدللہ‘‘ یا ان جیسے دوسرے کلمات ہیں ، کیونکہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ انتہائی فضیلت کا حامل ہے، اوراس میں دوسری عبادتوں کی بھی فضیلت ہے،اسی کے ساتھ ساتھ ان اذکار کی بھی خاص فضیلت ہے۔

قربانی کرنے والے کو پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

اُمُّ المؤمنین حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُکُمْ أَنْ یُّضَحِّیَ، فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَأَظْفَارِہٖ (مسلم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذُوالحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے (مسلم، حدیث نمبر 1977)

اس جیسی احادیث کو مدِّنظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بھی بال نہ کاٹے۔

لیکن یاد رہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی سے پہلے ایسا کرلے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔

البتہ قربانی سے پہلے اگر چالیس دن گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی ضروری ہے۔

اوراسی طرح کم ازکم ایک مٹھی کی مقدار ڈاڑھی رکھنا ہمیشہ واجب ہے اوراس سے کم کرنا یا مونڈنا جائز نہیں۔

Idara Ghufran

نو ذُوالحجہ اور اِس دن کے روزہ کی فضیلت

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ، وَصَوْمُ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ سَنَتَيْنِ الْمَاضِيَةَ وَالْمُسْتَقْبِلَةَ (السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث 2809)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشوراء(یعنی دس محرم) کا روزہ گزشتہ سال (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کردیتا ہے، اور عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ دو سالوں (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کردیتا ہے، ایک گزشہ سال کا اور ایک آئندہ سال کا (نسائی)

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، تو اس کے لگاتار دو سال کے (صغیرہ گناہ) معاف کردیئے جائیں گے (مسند ابویعلیٰ موصلی، حدیث نمبر 7548)

عرفات کے میدان میں پہنچ کر تو فضیلت حجاجِ کرام ہی حاصل کرسکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا؛ اور اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کرکے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمادیا۔

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (چوتھی و آخری قسط)

جمعہ مبارکہ کے دن کے قرآن وسنت میں عظیم الشان فضائل آئے ہیں، جمعہ کے دن کو احادیث میں ہفتہ کی عید قرار دیا گیا ہے، اور جمعہ کی نماز کے بھی مختلف فضائل آئے ہیں، اس قسم کے موضوعات پر بندہ نے اپنی مفصّل و مدلّل کتاب ’’جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام‘‘ میں تفصیل بیان کردی ہے۔

جمعہ مبارکہ کے دن میں ایک عظیم عمل درود شریف کثرت سے پڑھنے کا بھی ہے، جس کا کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، لیکن جمعہ کے دن درود پڑھنے اور خاص تعداد میں پڑھنے سے متعلق بعض احادیث وروایات، موضوع، یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف درجہ کی بھی آئی ہیں، جن کی اسناد کی تحقیق نہ ہونے اور مزید براں ان احادیث وروایات اور ان کے ضمن میں پائے جانے والے فضائل کے مشہور ہونے کی وجہ سے متعدد غلط فہمیاں معاشرے میں پائی جاتی ہیں، جن کے ازالہ کے لئے بندہ نے مختصر ومجمل کلام اپنی تالیف ’’جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام‘‘ اور ’’درود وسلام کے فضائل واحکام‘‘ میں کیا ہے، مگر بعض حضرات کی طرف سے اس مسئلہ پر کچھ تفصیل سے لکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی، جس کے پیشِ نظر بندہ نے مضمون تحریر کیا، اور اس کو ’’جمعہ کے دن درود پڑھنے کی تحقیق‘‘ کے عنوان سے موسوم کیا، اس مفصل مضمون کو ماہنامہ ’’التبلیغ‘‘ میں قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ محمد رضوان۔

بروز جمعہ عصر بعد اسّی مرتبہ مخصوص دورد کی فضیلت کی روایت

علامہ سخاوی نے ’’القولُ البدیع‘‘ میں ابنِ بشکوال کے حوالہ سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اٹھنے سے پہلے اسّی (80) مرتبہ ان الفاظ میں درود پڑھا کہ:

’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً‘‘

تو اس کے اسّی (80) سال کے گناہ معاف کردیے جائیں گے، اور اس کو اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوگا۔

مگر ایک تو علامہ سخاوی نے خود یا ابنِ بشکوال سے اس حدیث کی مکمل سند نقل نہیں کی، دوسرے ابنِ بشکوال کے حوالہ سے بھی ابنِ بشکوال کی کتب میں تلاش کرنے سے ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث

باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہوسکی۔ [1]

پس جب علامہ سخاوی کی نقل کا مدار ابنِ بشکوال پر ہے، تو جب تک ابنِ بشکوال سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث باسند طریقہ پر ثابت نہ ہو، جس کے بعد اس کی سند کے راویوں کا حال ملاحظہ کیا جاسکے، اس وقت تک صرف علامہ سخاوی کے کہنے کی بنیاد پر اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول قرار دینا محلِّ نظر ہے، چہ جائیکہ اس کو مرفوع حدیث کا درجہ دیا جائے۔ [2]

تاہم علامہ سخاوی نے ابنِ بشکوال کے حوالہ سے سہل بن عبداللہ کی روایت ذکر کی ہے، اور فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث اس معنیٰ کی قریب میں گزر چکی ہے۔ [3]

لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اس درود کے عصر کی نماز کے بعد اس جگہ اٹھنے سے پہلے اسّی (80) مرتبہ پڑھنے اور اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب ملنے کی روایت کسی سند کے ساتھ ہماری نظر سے نہیں گزری، جیسا کہ پہلے ابھی ذکر ہوا، لہٰذا حدیثِ ابی ہریرہ کا اس کے معنیٰ میں بغیر سند کے ثابت ہونا مشکل ہے۔

رہا ابنِ بشکوال کے حوالہ سے سہل بن عبداللہ کی روایت کا معاملہ، تو ابنِ بشکوال نے اپنی کتاب "**القربة الی رب العالمین بالصلاة علی محمد سید المرسلین**" میں سہل بن عبداللہ کے حوالہ سے روایت ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

قال شیخنا ابو القاسم :روینا عن سهل بن عبدالله :من قال فی یوم الجمعة

---

[1] وفی لفظ عند ابن بشکوال من حدیث أبی هریرة أیضاً من صلی صلاة العصر من یوم الجمعة فقال قبل أن یقوم من مکانه اللهم صل علی محمد النبی الأمی وعلی آله وسلم تسلیماً ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین عاماً وکتبت له عبادة ثمانین سنة (القول البدیع للسخاوی، ج۱، ص۱۹۹، الباب الخامس :فی الصلاة علیه فی أوقات مخصوصة)

[2] لا یحدث عنه إلا بما ثبت عنه، وذلک الثبوت إنما یکون بنقل الإسناد، وفائدته أنه لو روی عنه ما یکون معناه صحیحا لکن لیس له إسناد فلا یجوز أن یحدث به عنه، واللام فی الإسناد للعهد، أی :الإسناد المعتبر عند المحدثین، وإلا فقد یکون للحدیث الموضوع إسناد أیضا .قال عبد الله بن المبارک :الإسناد من الدین ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۱، ص۲۸۲، کتاب العلم)

[3] وعن سهل بن عبد الله قال من قال فی یوم الجمعة بعد العصر اللهم صل علی محمد النبی الأمی وعلی إله وسلم ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین عاماً أخرجه ابن بشکوال وقد تقدم قریباً فی حدیث أبی هریرة معناه (القول البدیع للسخاوی، ص۱۹۹، الباب الخامس، الصلاة علیه فی یوم الجمعة ولیلتها)

بعد العصر اللهم صل علی محمد النبی الامی وعلیٰ آله وسلم ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین سنة (القربة الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین لابنِ بشکوال، ص ۱۱۴،رقم الحدیث ۱۱۴)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ ہم سے سہل بن عبداللہ کے حوالہ سے یہ بات روایت کی گئی ہے کہ جس نے جمعہ کے دن عصر کے بعد اسّی مرتبہ یہ پڑھا کہ:

اللهم صل علی محمد النبی الامی وعلیٰ آله وسلم

تو اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے(القربہ)

اس روایت میں عصر کے بعد اور اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے کا تو ذکر ہے، مگر عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر درود پڑھنے کا ذکر نہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ عصر کے بعد کسی اور جگہ پڑھنے پر بھی یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور نہ ہی اس روایت میں اسّی سال (80) کی عبادت کے ثواب کا ذکر ہے۔

مگر اس روایت کے سلسلہ میں چند باتیں غور طلب ہیں۔

پہلی بات تو غور طلب یہ ہے کہ اس روایت کو ابنِ بشکوال نے اپنے شیخ ابوالقاسم سے روایت کیا ہے، اور ابنِ بشکوال کی ولادت ۴۹۴ھ اور وفات رمضان ۵۷۸ھ بیان کی گئی ہے۔ [1]

تو ان کے شیخ ابوالقاسم بھی ظاہر ہے کہ اسی زمانہ یا اس کے قریب زمانہ سے متعلق ہوں گے۔

دوسری بات غور طلب یہ ہے کہ ابنِ بشکوال نے "**قال شیخنا ابو القاسم**" فرمایا ہے۔

اور "ابوالقاسم" کون صاحب ہیں، یہ بات توضیح طلب ہے۔

ابنِ بشکوال نے اپنے شیخ ابوالقاسم کا تعارف اپنی "کتاب الصلۃ" میں جو بیان کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام احمد بن محمد بن احمد بن مخلد بن عبدالرحمٰن ہے۔

---

[1] ابن بشکوال خلف بن عبد الملک الأنصاری:

الإمام، العالم، الحافظ، الناقد، المجود، محدث الأندلس، أبو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن موسی بن بشکوال بن یوسف بن داحة الأنصاری، الأندلسی، القرطبی، صاحب (تاریخ الأندلس) ولد :سنة أربع وتسعین وأربع مائة.........توفی إلی رحمة الله فی :ثامن شهر رمضان، سنة ثمان وسبعین وخمس مائة، وله أربع وثمانون سنة، ودفن بمقبرة قرطبة، بقرب قبر یحیی بن یحیی اللیثی الفقیه(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۳۹ الیٰ ۱۴۲ ملخصاً)

اوران کی ولادت چارسو چھیالیس ہجری بیان کی ہے۔ [1]

اورعلامہ ذہبی کے بقول ان کی وفات ۵۲۰ھ میں ہوئی۔ [2]

اگرابوالقاسم سے یہی صاحب مراد ہوں، تو مذکورہ تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی سند کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی تک پہنچنے کے لئے متعدد راویوں کے واسطہ کا درمیان میں ہونا ضروری ہے، اوران

---

[1] أحمد بن محمد بن أحمد بن مخلد بن عبد الرحمن بن أحمد بن بقى بن مخلد بن يزيد :من أهل قرطبة، يكنى :أبا القاسم.

سمع :من أبيه بعض ما عنده، وسمع بإشبيلية من أبى عبد الله محمد بن أحمد بن منظور القيسى، وصحب أبا عبد الله محمد بن فرج الفقيه وانتفع بصحبته وأخذ عنه بعض روايته، وكتب إليه أبو العباس العذرى المحدث بإجازة ما رواه عن شيوخه، وشورور فى الأحكام بقرطبة فصار صدراً فى المفتين بها لسنه وتقدمه، وهو من بيته علم ونباهة، وفضلٍ وصيانةٍ، وكان ذاكراً للمسائل والنوازل، درباً بالفتوى، بصيراً بعقد الشروط وعللها، مقدماً فى معرفتها، أخذ الناس عنه واختلفت إليه وأخذت عنه بعض ما عنده، وأجاز لى بخطه غير مرة.

أخبرنا شيخنا أبو القاسم بقراء تى عليه غير مرة، وقرأته أيضاً على أخيه الحاكم أبى الحسن، قالا :أنا أبونا القاضى محمد بن أحمد، عن أبيه أحمد وعمه أبى الحسن عبد الرحمن، قالا :أنا أبونا مخلد بن عبد الرحمن، عن أبيه عبد الرحمن بن أحمد بن بقى قال :أخبرنى أسلم بن عبد العزيز، قال :أخبرنى أبو عبد الرحمن بقى بن مخلد قال :لما وضعت مسندى جاء نى عبيد الله بن يحيى وأخوه إسحاق فقالا لى :بلغنا أنك وضعت مسنداً قدمت لأبى المصعب الزهرى، وابن بكير وأخرت أبانا؟ فقال أبو عبد الرحمن :أما تقديمى لأبى المصعب فلقول رسول الله صلى الله عليه وسلم " :قدموا قريشاً ولا تقدموها "وأما تقديمى لابن بكير فلقول رسول الله صلى الله عليه وسلم " :كبره كبره "يريد السن ومع أنه سمع الموطأ من مالك سبع عشرة مرة ولم يسمعه أبو كما إلا مرة واحدة .قال :فخرجا من عندى ولم يعودا إلى بعد ذلك وخرجا إلى حد العداوة.

وسألت شيخنا أبا القاسم عن مولده فقال :ولدت فى شعبان سنة ستٍ وأربعين(الصلة،لابن بشكوال،ص ٢٦)

[2] ابن منظور أبو القاسم أحمد بن محمد بن أحمد .

قاضى إشبيلية، أبو القاسم أحمد ابن القاضى أبى بكر محمد بن أحمد بن محمد بن منظور القيسى، المالكى، الإشبيلى.

فقيه إمام، محدث محتشم، من بيت علم وجلالة.

روى عن أبيه، وعن ابن عمهم أبى عبد الله محمد بن أحمد بن عيسى بن منظور.

أخذ عنه :ابن بشكوال، وغلط فى نسبه، وجعله ابنا لأبى عبد الله ابن منظور الراوى (الصحيح) عن أبى ذر، وتلاه فى الوهم أبو جعفر ابن عميرة.

توفى :سنة عشرين وخمس مائة، وله أربع وثمانون سنة، وكان من رواة (الصحيح) ، فحمله عنه سماعا أبو بكر بن الجد الحافظ(سير اعلام النبلاء، ج ١٩ ص ٥١٨، تحت رقم الترجمة ٣٠١)

راویوں بلکہ اس مضمون کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے ارشاد ہونے کا مذکورہ روایت میں ذکر تک نہیں، پھر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہونے کا درجہ کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔ [1]

تیسری بات غور طلب یہ ہے کہ ابنِ بشکوال کے بقول ان کے شیخ ابو القاسم نے ''رُوِّینَا'' فرمایا ہے، جو کہ مجہول کا صیغہ ہے، اور یہ صیغہ اکثر و بیشتر کسی سند پر یقین واطمینان نہ ہونے کی علامت شمار ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] وأخبرنا أيضا سماعا قال :نا شيخنا أبو القاسم قال :أنا أبو الحسن عبد الرحمن بن عبد الله قال :أنا قاسم بن محمد قال :أنا الصاحبان أبو إسحاق إبراهيم بن محمد وأبو جعفر أحمد بن محمد قالا :نا خلف بن القاسم قراءة عليه قال :نا أبو بكر أحمد بن صالح قال :نا أبو الحسن أحمد بن جعفر المقرى نا على بن داوود القنطرى نا عبد الله بن صالح كاتب الليث نا رشدين بن سعد عن الحسن بن ثوبان وغيره عن يزيد بن أبى حبيب عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :لا تسبوا الديک الأبيض؛ فإنه صديقى وأنا صديقه وعدوه عدوى، والذى بعثنى بالحق لو يعلم بنو آدم ما فى قربه لاشتروا ريشه ولحمه بالذهب والفضة، وإنه ليطرد مدى صوته من الجن"(الآثار المروية فى الأطعمة السرية، لابنِ بشكوال، تحت رقم الترجمة ١٥٣)

[2] (وإن ورد ممرضا) ، أى :أتى به بصيغة التمريض، كقوله :ويذكر، ويروى، ويقال، ونقل، وروى، ونحوها .فلا تحكمن بصحته .كقوله :ويروى عن ابن عباس وجرهد ومحمد بن جحش، عن النبى -صلى الله عليه وسلم) :-(الفخذ عورة () ؛ لأن هذه الألفاظ استعمالها فى الضعيف أكثر، وإن استعملت فى الصحيح(شرح التبصرة والتذكرة ، لزين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقى،ج ١ ،ص ١٣٩ ،أقسام الحديث)

إذا أردت نقل حديث ضعيف، أو ما يشک فى صحته وضعفه يغير إسناد،
فلا تذكره بصيغة الجزم، كقال وفعل، ونحو ذلک .وأت به بصيغة التمريض، كيروى، وروى، وورد، وجاء ، وبلغنا، وروى بعضهم، ونحو ذلک .أما إذا نقلت حديثا صحيحا بغير إسناد فاذكره بصيغة الجزم، كقال، ونحوها(شرح (التبصرة والتذكرة ، لزين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقى،ج ١ ،ص ٣٢٥،أقسام الحديث،القسم الثالث الضعيف)

وما أتى فيه بغير الجزم أى نحو يروى ويذكر مجهولا ففيه مقال قاله الحافظ ابن حجر على كلام ابن الصلاح إنه لا وجه للاستدراک فإن الجمهور إذا لم يقبلوا تصريح راوى المعلق بأن جميع من أحذفه ثقة وكذا قول من يقول حدثنى الثقة كيف يقبلون من التزم صحة كتابه ويذكر فيه تعليقات ولم يصرح بأن تعليقه صحيح أم لا فإنه لو صرح به لكان من قبيل ما سبق والحال أنه يحتمل أنه حذفه لغرض من الأغراض سواء ذكره بصيغه الجزم أو بصيغة التمريض نعم صيغة المجهول أبعد من المعلوم فى كونه مقبولا(إسبال المطر على قصب السكر (نظم نخبة الفكر فى مصطلح أهل الأثر،لمحمد بن إسماعيل الصنعانى، المعروف كأسلافه بالأمير،ص ٢٥٦ ،مسألة فى أقسام المردود)

ووقف على كلماتهم فى أصول الحديث علم علما ضروريا أن التعليق، والقول المعلق يكون من قول المعلق، لا من قول من فوقه، تابعيا كان، أو صحابيا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس سے کسی روایت کا مستند ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا، تا آنکہ باسند طریقہ پر وہ روایت ثابت نہ ہو، جس کا ہمیں کسی معتبر ذریعہ سے اب تک ثبوت نہیں ملا، اوراگر کسی صاحبِ علم کو یہ بات گراں گزرے، تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ باسند طریقہ پر اس کا ثبوت پیش کریں، کیونکہ جس چیز کے ثبوت کا کوئی مدّعی ہو، دلیل و ثبوت کا پیش کرنا بھی اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے **"لان البینة علی المدّعی"**۔

چوتھی بات غور طلب یہ ہے کہ اس روایت میں سہل بن عبداللہ نام کے صاحب کا قول مذکور ہے۔

اب اس نام کی شخصیت سے کون صاحب مراد ہیں؟ اوران کا تعلق کون سی صدی اور زمانہ سے ہے، اوران کے استاد اور شاگرد کون ہیں، اوران کا احادیث کے فن میں کیا درجہ ہے؟ یہ تمام پہلو ہی وضاحت طلب ہیں۔

ہمیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں سہل بن عبداللہ نام کے صحابی کا ذکر باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوسکا۔

تاہم بعد کے زمانہ میں کچھ دیگر رواۃِ حدیث میں اس نام کے حضرات کا ذکر ملا ہے۔

چنانچہ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالملک انصاری مراکشی (المتوفی ۷۰۳ھ) نے سہل بن عبداللہ اسدی کا ذکر کرتے ہوئے ان کو قاضی ابواصبغ کا والد قرار دیا ہے، اوران کی وفات ''۴۴۰ھ'' بیان کی ہے۔ [1]

اگر سہل بن عبداللہ سے یہی سہل بن عبداللہ اسدی مراد ہوں، تو ظاہر ہے کہ یہ صحابی بلکہ تابعی ہونے سے تو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أما دری أنهم فرقوا بین ما إذا ذکره المعلق بصیغة الجزم، وبین ما إذا أورده بلفظ لا یدل علی الجزم.

ففی (ألفیة العراقی)، وشرحها للسخاوی المسمی بـ(فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث)فإن یحزم المعلق بنسبته إلی الرسول صلی الله علیه وسلم، أو غیره، ممن أضافه إلیه فصحح أیها الطالب إضافته لمن نسب إلیه، فإنه لن یستجیز إطلاقه إلا وقد صح عنده عنه.

أو لم یأت المعلق بالجزم، بل ورد ممرضا، فلا تحکم له بالصحة عنده عن المضاف إلیه بمجرد هذه الصیغة لعدم إفادتها ذلک، ولکن حیث تجردت فإیراد صاحب (الصحیح) للمعلق الضعیف کذلک فی أثناء (صحیحه) یشعر بصحة الأصل له إشعارا یؤنس به، ویرکن إلیه، وألفاظ التمریض کثیرة : کیذکر، ویروی، وروی، ویقال، وقیل، ونحوها .انتهی.ونحوه فی (مقدمة ابن الصلاح)، و(تقریب النواوی)، وشرحه (تدریب الراوی)، و(خلاصة الطیبی)، و(مختصر ابن جماعة)وغیرها من کتب الفن(تذکرة الراشد برد تبصرة الناقد،للإمام محمد عبد الحی اللکنوی،ص ۲۰۸)

[1] سَهْل بن عبد الله الأسَدیّ، من ناحیةِ جَیّان، وهو والدُ القاضی أبی الأصبَغ عیسی کان معدودًا فی أهل العلم موسُومًا بالخَیْر والصّلاح، وتوَلّی الخُطبةَ والصّلاةَ بجامع حِصْنِ القَلْعة وبه کان سُکناه.

وتوفِّی سنةَ أربعینَ وأربع مئة(الذیل والتکملة لکتابی الموصول والصلة، ج۲،ص۹۸،لابی عبد الله محمد بن محمد بن عبد الملک الأنصاری الأوسی المراکشی،المتوفی 703 :هـ، تحت رقم الترجمة ۲۲۷)

Idara Ghufran

رہے کہ ان کے قول وروایت کو مرفوع یا موقوف حدیث کا درجہ دیا جاسکے۔

اس کے علاوہ اس نام کی ایک شخصیت کا ذکر اور بھی ملتا ہے، جن کا نام سہل بن عبداللہ بن بریدہ مروزی ہے، مگر ان کو محدثین نے منکرالحدیث وغیرہ قرار دیا ہے، اور ان کی طرف احادیث گھڑنے کی نسبت کی ہے، جبکہ بعض نے سہل بن عبداللہ المروزی کو مجہول قرار دیا ہے۔ [1]

اگر مذکورہ روایت میں سہل بن عبداللہ سے یہ شخصیت مراد لی جائے، تو ان کی روایت کا غیر مستند وغیر معتبر ہونا گزشتہ تفصیل سے واضح ہے۔

اس کے علاوہ سہل بن عبداللہ بن یونس ابومحمد التستری کے نام سے بھی ایک بزرگ ومحدث شخصیت کا محدثین نے ذکر کیا ہے، اور ان کی وفات ۲۸۳ھ بیان کی ہے، جو کہ صحابہ یا تابعین کے بعد کا زمانہ ہے۔

ان کے علاوہ بھی بعض اور حضرات کے نام اس سے ملتے جلتے ہیں۔ [2]

---

[1] سهل بن عبد الله بن بريدة المروزى.عن أبيه.
قال ابن حبان :منكر الحديث روى عنه أخوه أوس فذكر خبرا منكرا.
قلت :بل باطلا عن أخيه، عَن أبيه عبد الله، عَن أبيه مرفوعا ستبعث من بعدى بعوث فكونوا فى بعث خراسان ثم انزلوا كورة يقال لها :مرو بناها ذو القرنين لا يصيب أهلها سوء .انتهى.
وقد تقدم هذا الحديث فى ترجمة أوس .وقال الحاكم :روى، عَن أبيه أحاديث موضوعة فى فضل مرو وغير ذلك يرويها أخوه أوس عنه.
سهل بن عبد الله المروزى:عن عبد الملك بن مهران، عَن أبى صالح، عَن أبى هريرة رضى الله عنه مرفوعا : من أكل الطين فقد أعان على نفسه.رواه عنه مروان بن معاوية.مجهول ,انتهى .
وما أبعد أن يكون هو ابن بريدة الذى قبله فإن ابن أبى حاتم لم يذكر ابن بريدة وإنما ذكر هذا فقط وذكره أيضًا فى ترجمة عبد الملك بن مهران وقال :إن الحديث باطل وسيأتى .
وذكر الأزدى حديث الطين فى ترجمة سهل بن عبد الله هذا(لسان الميزان لابنِ حجر العسقلانى، ج۴،ص ۲۰۲، تحت رقم الترجمة ۳۷۰۸و ۳۷۰۹)
سهل بن عبد الله المروزى روى عن عبد الملك بن مهران عَنْ أَبِى صَالِحٍ عَنْ أَبِى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من أكل الطين فقد أعان على قتل نفسه روى عنه مروان بن معاوية الفزارى سمعت أبى يقول :سهل بن عبد الله وعبد الملك مجهولان، والحديث باطل (سمعت أبى يقول ذلك(الجرح والتعديل،لابن أبى حاتم ج۴،ص ۲۰۱، تحت رقم الترجمة۸۶۶)

[2] سهل بن عبد الله بن يونس أبو محمد التسترى ......قيل :توفى سهل بن عبد الله :فى سنة ثلاث وسبعين .وليس بشىء ، بل الصواب :موته فى المحرم، سنة ثلاث وثمانين ومائتين(سير أعلام النبلاء ، لشمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبى، ج۱۳، ص۳۳۳،تحت رقم الترجمة ۱۵۱)
سهل بن عبد الله بن الفرخان أبو طاهر الأصبهانى العابد سمع هشام بن عمار وحرملة بن يحيى والمسيب بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

پس مذکورہ احتمالات کے ہوتے ہوئے اس روایت کو کسی صحابی کا اثر اور موقوف حدیث کا درجہ دینا راجح معلوم نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اس کو حقیقی یا حکمی مرفوع حدیث کا درجہ دیا جائے، اور اس میں یہ قید لگا کر بھی اس کو بیان کیا، اور اس کی تشہیر و تبلیغ کی جائے کہ عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اسّی (80) مرتبہ یہ درود پڑھنا چاہئے، جبکہ اس قید و شرط کا اس مجہول و غیر مرفوع روایت میں بھی ذکر نہیں، بلکہ صرف عصر کے بعد کا ذکر ہے، اور عصر کے بعد کا ذکر بھی اس روایت کے علاوہ کسی دوسری مسند روایت میں باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہوسکا، جیسا کہ گزرا۔ [1]

اسی لئے سعودی عرب کی ”لجنة دائمة للبحوث العلمية والافتاء“ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد مذکورہ درود کی فضیلت سے متعلق اس حدیث کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں تحریر کیا کہ:

”جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی جگہ بیٹھے بیٹھے مذکورہ درود اسّی (80) مرتبہ پڑھنے کی حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا جائز نہیں، رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا معاملہ، تو وہ ہمیشہ مستحب ہے، اور جمعہ کے دن کسی متعین وقت کی تخصیص کے بغیر درود شریف کی خاص تاکید ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واضح وغيرهم كان مجاب الدعوة لقى أحمد ابن عاصم الأنطاكى وأحمد بن أبى الحوارى وأبا يوسف الغسولى وعبد الله بن خبيق ونظراء هم بالشام وكتب بمصر والشام الحديث الكثير وتوفى سنة نيف وسبعين ومائتين وقيل سنة ست وسبعين ومائتين(الوافى بالوفيات ، للصفدى، ج ١٦، ص ٥)

[1] البتہ اس موقع پر ناقص خیال میں آتا ہے کہ ممکن ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابوہریرہ وحضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی گزشتہ اُس روایت سے، جس میں جمعہ کے دن مطلق وقت میں اسّی (80) مرتبہ درود پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، اس کی بنیاد پر جمعہ کے دن عصر کے بعد قبولیت کی گھڑی کے پیشِ نظر عصر کے بعد کی یہ قید بیان کردی ہو، کیونکہ جمعہ کے دن ذکر و دعاء سے متعلق قبولیت کی خاص گھڑی کے بارے میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ عصر کے بعد ہوتی ہے، جبکہ اس میں دیگر اقوال بھی ہیں، تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ عمل یا معمول مشائخ کا قرار پائے گا، نہ کہ نبی علیہ السلام سے ثابت شدہ قول یا فعل کا، جس کو سنت کا درجہ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان۔

قلت :اختلف العلماء من السلف والخلف فى هذه الساعة، على أقوال كثيرة منتشرة غاية الانتشار، وقد جمعت الأقوال المذكورة فيها كلها فى "شرح المهذب "وبينت قائلها، وأن كثيرا من الصحابة على أنها بعد العصر.والمراد بقائم يصلى :من ينتظر الصلاة، فإنه فى صلاة(الاذكار للنووية، تحت رقم الحديث ٤٩١، ج ١، ص ١٦٩، و ١٧٠، كتاب الاذكار فى صلوات مخصوصة)

[2] س :حديث شريف منقول عن أبى هريرة رضى الله عنه يقول ما معناه :من صلى العصر يوم الجمعة ثم صلى على النبى صلى الله عليه وسلم وهو جالس فى مكانه على النحو التالى :(اللهم صل على محمد النبى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر ہمیں جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر مذکورہ مخصوص درود کے اسّی (80) مرتبہ پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے اور اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب ملنے کی مذکورہ فضیلت پر مشتمل حدیث کے متعلق اطمینان حاصل نہیں ہوسکا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغیر معتبر سند کے کوئی بات منسوب کرنا درست نہیں، محدثینِ عظام نے تو ضعیف حدیث کو فضیلت کے باب میں بھی جزم کے صیغہ کے ساتھ بیان کرنے کو پسند نہیں کیا، بطورِ خاص جبکہ سند مکمل بیان نہ کی جائے، جیسا کہ آج کل معمول اور رواج ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأمی وعلى آله وسلم تسليما) ثمانين (80) مرة، غفر له من ذنبه 80سنة، وكتبت له حسنات عبادة 80 سنة، وذكر معد الكتاب بأن هذا الحديث مروى عن الدارقطنى، وأن الحافظ العراقى قال :إن هذا الحديث حسن، هل هذا الحديث صحيح؟ وما درجة صحته؟ وما هو نص هذا الحديث إن كان صحيحا؟ وللمعلومية يا سماحة الشيخ أن هذا الحديث تكرر نشره عبر التلفاز الباكستانى من خلال إعلان تجارى لأحد المجموعات التجارية، وذلک طوال شهر رمضان الكريم.

ج :هذا الحديث المذكور لا أصل له، فلا يجوز العمل به، والصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم مستحبة دائما، وتتأكد فى يوم الجمعة من غير تخصيص بساعة معينة منه، وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم :من صلى على واحدة صلى الله عليه بها عشرا وقال عليه الصلاة والسلام خير الأيام يوم الجمعة، فأكثروا على من الصلاة فيه، فإن صلاتكم معروضة على "قالوا :يا رسول الله :كيف تعرض عليک صلاتنا وقد أرمت - أى :بليت -فقال عليه الصلاة والسلام :(إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء .

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	...عضو	...نائب الرئيس	...الرئيس
بكر أبو زيد	..صالح الفوزان	..عبد الله بن غديان	...عبد العزيز آل الشيخ	... عبد العزيز بن عبد الله بن باز

(فتاوى اللجنة الدائمة -المجموعة الأولى، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب :أحمد بن عبد الرزاق الدويش، رقم الفتوىٰ ١٩٦٠٩)

؎ فصل قال العلماء المحققون من أهل الحديث وغيرهم إذا كان الحديث ضعيفا لا يقال فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو فعل أو أمر أو نهى أو حكم وما أشبه ذلک من صيغ الجزم :وكذا لا يقال فيه روى أبو هريرة أو قال أو ذكر أو أخبر أو حدث أو نقل أو أفتى وما أشبهه :وكذا لا يقال ذلک فى التابعين ومن بعدهم فيما كان ضعيفا فلا يقال فى شء من ذلک بصيغة الجزم :وإنما يقال فى هذا كله روى عنه أو نقل عنه أو حكى عنه أو جاء عنه أو بلغنا عنه أو يقال أو يذكر أو يحكى أو يروى أو يرفع أو يعزى وما أشبه ذلک من صيغ التمريض وليست من صيغ الجزم :قالوا فصيغ الجزم موضوعة للصحيح أو الحسن وصيغ التمريض لما سواهما.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

آج کل جو بہت سے حضرات اس حدیث کی تبلیغ کرتے ہیں، اور قیمتی کاغذوں پر نمایاں کرکے اس کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وذلک أن صیغة الجزم تقتضی صحته عن المضاف إلیه فلا ینبغی أن یطلق إلا فیما صح وإلا فیکون الإنسان فی معنی الکاذب علیه وهذا الأدب أخل به المصنف وجماهیر الفقهاء من أصحابنا وغیرهم بل جماهیر أصحاب العلوم مطلقا ما عدا حذاق المحدثین وذلک تساهل قبیح فإنهم یقولون کثیرا فی الصحیح روی عنه وفی الضعیف قال وروی فلان وهذا حید عن الصواب(المجموع شرح المهذب،لمحیی الدین یحیی بن شرف النووی، ج ۱،ص ۶۳،باب آداب المعلم)

وإذا کان الحدیث ضعیفا لا یورد بصیغة الجزم بل بصیغة التمریض؛ صیغة الجزم تقتضی صحته عن المضاف إلیه فلا تطلق إلا فیما صح، وإلا فیکون فی معنی الکاذب علیه، وقد اشتد إنکار البیهقی الحافظ علی من خالف هذا من العلماء ، وقد اعتنی البخاری بهذا التفصیل فی "صحیحه "کما ستعلمه، فیذکر فی الترجمة الواحدة ما یورد بعضه بجزم وبعضه بتمریض، ونعمت الخصلة (التوضیح لشرح الجامع الصحیح،لابن الملقن، ج ۲ ص ۶۸،فصل فی بیان رجال "صحیح البخاری "منه إلینا)

قال النووی فی شرح مسلم " :قال العلماء ینبغی لمن أراد روایة حدیث أو ذکره أن ینظر، فإن کان صحیحًا أو حسنًا قال" :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم -کذا أو فعله أو نحو ذلک من صیغ الجزم"؛ وإن کان ضعیفًا فلا یقل قال أو فعل أو أمر أو نهی، وشبه ذلک من صیغ الجزم بل یقول رُوی عنه کذا أو جاء عنه کذا أو یُروی أو یُذکر أو یُحکی أو بلغنا وما أشبهه."

وقال فی شرح المهذب " :قالوا صیغ الجزم موضوعة للصحیح أو الحسن، وصیغ التمریض لسواهما . وذلک أن صیغة الجزم تقتضی صحته من المضاف إلیه، فلا ینبغی أن تطلق إلا فیما صح وإلا فیکون الإنسان فی معنی الکاذب علیه، وهذا الأدب أخل به جماهیر الفقهاء من أصحابنا وغیرهم بل جماهیر أصحاب العلوم مطلقًا ما عدا حذاق المحدثین، وذلک تساهل قبیح فإنهم یقولون کثیرًا فی الصحیح " :رُوی عنه" وفی الضعیف " :قال وروی فلان، وهذا حید عن الصواب ."ا هـ.(قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث،لمحمد جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم الحلاق القاسمی،ص ۲۱۰،الباب السادس :فی الإسناد)

فما کان ضعیفا فلا یقال فیه شیء من ذلک بصیغة الجزم وإنما یقال فی الضعیف بصیغة التمریض فیقال روی عنه أو نقل أو ذکر أو حکی أو یقال أو یروی أو یحکی أو یعزی أو جاء عنه أو بلغنا عنه

قالوا وإذا کان الحدیث أو غیره صحیحا أو حسنا عن المضاف إلیه فیقال بصیغة الجزم ودلیل هذا کله أن صیغة الجزم تقتضی صحته عن المضاف إلیه فلا یطلق إلا فیما صح وإلا فیکون فی معنی الکاذب علیه وهذا التفصیل مما ترکه کثیر من الناس من المصنفین فی الفقه والحدیث وغیرهما ومن غیرهم.

وقد اشتد إنکار الإمام الحافظ أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیهقی علی من خالف هذا من العلماء وهذا التساهل من فاعله قبیح جدا فإنهم یقولون فی الصحیح بصیغة التمریض وفی الضعیف بالجزم وهذا خروج عن الصواب وقلب للمعانی والله المستعان،

وقد اعتنی البخاری رضی الله عنه بهذا التفصیل فی صحیحه فیقول فی الترجمة الواحدة بعض الکلام بتمریض وبعضه بجزم مراعیا ما ذکرنا وهذا ما یزیدک اعتقادا فی جلالته وتحریه وورع واطلاعه وتحقیقه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اشاعت کرتے اور مساجد وغیر مساجد میں آویزاں کرتے ہیں، جس کو بہت سے عوام سنت سمجھتے ہیں، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإتقانه(توجيه النظر إلى أصول الأثر، لمحمد صالح، السمعونى الجزائرى، ج٢ص٦٢٨، ٦٢٩،المبحث الثالث فى الحديث الضعيف، صلة تتعلق بالضعيف وهى تشتمل على ثلاث مسائل)

إذا أراد أحد أن يكتب حديث ضعيفا لم يكتبه بصيغة الجزم وليكتبه بصيغة التمريض "من نحو روى "أو البلوغ أو نحو ذلك "مثل ورد وجاء ونقل بعضهم(توضيح الأفكار لمعانى تنقيح الأنظار،لمحمد بن إسماعيل الصنعانى، المعروف كأسلافه بالأمير، ج٢،ص٨٢،مسألةفى المقلوب وأنواعه وحكمه)

لكن إذا أردت روايته بغير إسناد فلا تقل قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كذا وما أشبهه من صيغ الجزم، بل قل روى كذا وبلغنا كذا أو ورد أو جاء أو نقل عنه وما أشبهه من صيغ التمريض، وكذا ما شك فى صحته وضعفه كما فى التقريب(رد المحتار على الدر المختار، ج١،ص١٢٨،كتاب الطهارة،سنن الوضوء)

ونسبة هذه الأدعية إلى السلف الصالح أولى من نسبتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حذرا من الوقوع فى مصداق من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار وعن هذا قالوا :كما فى التقريب وشرحه إذا أردت رواية حديث ضعيف بغير إسناد فلا تقل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وما أشبه ذلك من صيغ الجزم بل قل روى عنه كذا أو بلغنا أو ورد أو جاء أو نقل وما أشبهه من صيغ التمريض وكذا فيما تشك فى صحته وضعفه أما الصحيح فاذكره بصيغة الجزم ويقبح فيه صيغة التمريض كما يقبح فى الضعيف صيغة الجزم قال الهندى وغيره (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،ص٧٦،كتاب الطهارة،فصل :من آداب الوضوء)

وإذا لم تكن فى الأحكام والعقائد وكانت غير مسندة، فإنها لا تروى بصيغ الجزم، بل تروى بصيغ التمريض، لا سيما عند عدم بيان حالها.

قال ابن الصلاح" :إذا أردت رواية الحديث الضعيف بغير إسناد فلا تقل فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، وما أشبه هذا من الألفاظ الجازمة بأنه صلى الله عليه وسلم قال ذلك، وإنما تقول فيه روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، أو بلغنا عنه كذا وكذا، أو ورد عنه، أو جاء عنه، أو روى بعضهم، وما أشبه ذلك.

وهكذا الحكم فيما تشك فى صحته وضعفه وإنما تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ظهر لك صحته.

لكن هذا الأمر لا يقال أعنى نسبة الحديث الضعيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصيغة التمريض إلا عند العلماء، أما عند طلاب العلم المبتدئين، أوفى المجالس العامة أو على رؤوس المنابر، فلا ينبغى الإكتفاء بذلك، لأنهم إذا سمعوا التلفظ برسول الله صلى الله عليه وسلم ظنوا أنه حديث صحيح لجهلهم بقواعد علم الحديث وحصول هذا كثير مشاهد.

ويؤيده قول على -رضى الله عنه" -حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله."

والأولى الإحتياط فى ذلك كله، ما دام الحديث ضعيفاً فلا يروى أو ينقل إلا مقروناً ببيان حاله من غير تمييز بين ما كان فى الأحكام والعقائد، وما كان فى فضائل الأعمال(تحقيق القول بالعمل بالحديث الضعيف،لعبد العزيز عبد الرحمن بن محمد العثيم،الباب الرابع رواية الأحاديث الضعيفة)

اس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔

اس سے اجتناب کرنے میں ہی عافیت وسلامتی ہے، کیونکہ مستند طریقہ پر ثبوت کے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کی نسبت اور اس سے بڑھ کر تشہیر کرنا صحیح اور کثیر احادیث کی رُو سے بہت خطرناک اور باعثِ وعید طرزِ عمل ہے، اور بندہ نے اپنی کتاب ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں یہی تحریر کیا ہے۔ [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ، فَمَنْ قَالَ عَنِّيْ فَلَا يَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا، وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر تشریف فرما ہونے کی حالت میں سنا کہ تم میری طرف سے زیادہ حدیث بیان کرنے سے بچو، پس جو شخص میری طرف سے کوئی بات کہے، تو حق اور سچ ہی کہے، اور جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی، جو میں نے نہیں

---

[1] اور خاص طور پر ضعیف حدیث کو مشہور کرنے کی محدثین سے ممانعت منقول ہے، نیز بعض محدثین نے ضعیف حدیث پر عامل کے لئے ضعف سے تعارف وواقفیت کو بھی شرط قرار دیا ہے۔

اشتهر أن أهل العلم يتسامحون فى إيراد الأحاديث فى الفضائل وإن كان فيها ضعف، ما لم تكن موضوعة. وينبغي مع ذلك اشتراط أن يعتقد العامل كون ذلك الحديث ضعيفا، وأن لا يشهر بذلك، لئلا يعمل المرء بحديث ضعيف، فيشرع ما ليس بشرع، أو يراه بعض الجهال فيظن أنه سنة صحيحة.
وقد صرح بمعنى ذلك الأستاذ أبو محمد بن عبد السلام وغيره(تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب،ص ٢، فصل لم يرد فى فضل شهر رجب)

اشتهر أن أهل العلم يتسامحون فى إيراد الأحاديث فى الفضائل -وإن كان فيها ضعيف -ما لم تكن موضوعة، انتهى.
وينبغي مع ذلك اشتراط أن يعتقد العامل كون ذلك الحديث ضعيفا، وأن لا يشتهر ذلك؛ لئلا يعمل المرء بحديث ضعيف، فيشرع ما ليس بشرع، أو يراه بعض الجهال فيظن أنه سنة صحيحة، وقد صرح بمعنى ذلك الأستاذ أبو محمد بن عبد السلام وغيره(مواهب الجليل فى شرح مختصر للحطاب الرُّعينى المالكى ،ج٢ ص ٤٠٨ ،كتاب الصيام، باب ما يثبت به رمضان)

[2] رقم الحديث ٣٧٩، كتاب العلم.

قال الحاكم:وفي حديث محمد بن عبيد، حدثني ابن كعب وغيره، عن أبى قتادة .هذا حديث على شرط مسلم، وفيه ألفاظ صعبة شديدة، ولم يخرجاه .وله شاهد بإسناد آخر عن أبى قتادة .
وقال الذهبي فى التلخيص: على شرط مسلم.

کہی تھی، تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے (مسلم، ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے (ابن حبان)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [3]

اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ [4]

---

[1] مقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۹۹۲، باب فى التشديد فى الكذب.

[2] رقم الحديث ۳۰، المقدمة، باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها نقلا وأمرا وزجرا بيان لزوم الاتباع بالسنة وما يتعلق بها.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الصحيح، وأخرجه مسلم فى مقدمة صحيحه (حاشية ابنِ حبان)

[3] عن أبى أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع، وكفى بالمرء من الشح أن يقول آخذ حقى لا أترك منه شيئا هذا إسناد صحيح فإن آباء هلال بن العلاء أئمة ثقات وهلال إمام أهل الجزيرة فى عصره " (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۲۱۹۶)

قال الذهبى: صحيح وآباء هلال ثقات.

[4] عن أبى عثمان النهدى، قال: قال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵")

حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا عبد الرحمن، قال: حدثنا سفيان، عن أبى إسحاق، عن أبى الأحوص، عن عبد الله، قال: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵"، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع)

اس لئے کسی بات کو سُننے والے پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیق واطمینان کے بغیر اس کو آگے بیان نہ کرے۔

اسی وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں محدثین نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے، اور راویوں کی پوری چھان بین اور تحقیق کی ہے۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سُنی ہوئی بات کو بیان کرنے میں دوسروں کی بات کے مقابلہ زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی بات درحقیقت اللہ کی طرف سے وحی شدہ ہوتی ہے۔ [1]

اور کسی عمل کی مخصوص جزا وسزا اور آخرت میں مخصوص انعام یا عذاب پانے کا تعلق اللہ کی ذات ومشیت سے ہے، پس بلا تحقیق وسند کے یہ بات کر دینا یا اس طرح کا عقیدہ بنالینا کہ اللہ فلاں عمل پر فلاں ثواب یا عذاب دے گا، یہ سخت جرأت ناک طرزِ عمل ہے، کیونکہ اس کا علم وحی کے علاوہ کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل ہونا مشکل ہے، اب اگر کسی نے اس طرح کا عقیدہ ونظریہ اپنی طرف سے بلا تحقیق قائم کرلیا، اور آخرت میں اس کا نتیجہ اس کے مطابق سامنے نہ آیا، تو کیا جواب ہوگا، کیا نعوذ باللہ تعالیٰ، اللہ کے وعدہ یا نبی کی بات کو غلط کہا جائے گا، یا پھر اپنے آپ کو قصور وار ٹھہرایا جائے گا، یا پھر اس کی ذمہ داری ان کی طرف

---

[1] (كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع) أى إذا لم يتثبت لأنه يسمع عادة الصدق والكذب فإذا حدث بكل ما سمع لا محالة يكذب والكذب الإخبار عن الشىء على غير ما هو عليه وإن لم يتعمد لكن التعمد شرط الإثم .قال القرطبى :والباء فى بالمرء زائدة هنا على المفعول وفاعل كفى أن يحدث وقد تزاد الباء على فاعل كفى كقوله تعالى (وكفى بالله شهيدا)

(م) فى مقدمة صحيحه (عن أبى هريرة) ورواه أبو داود فى الأدب مرسلا (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٢٤٢)

(كفى بالمرء من الكذب) كذا هو فى خط المؤلف وفى رواية العسكرى :كفى بالمرء من الكذب كذبا (أن يحدث بكل ما سمع) أى لو لم يكن للرجل كذب إلا تحدثه بكل ما سمع من غير مبالاة أنه صادق أو كاذب لكفاه من جهة الكذب لأن جميع ما سمعه لا يكون صدقا وفيه زجر عن الحديث بشىء لا يعلم صدقه (وكفى بالمرء من الشح أن يقول) لمن له عليه دين (آخذ حقى) منه كله بحيث (لا أترك منه شيئا) ولو قليلا فإن ذلك شح عظيم ومن ثم عد الفقهاء مما ترد به الشهادة المضايقة فى التافه وهذا عد من الحكم والأمثال.

(ك) فى البيع عن الأصم عن هلال ابن العلاء بن هلال بن عمر الرقى عن ابن عمر بن هلال قال :حدثنى أبو غالب (عن أبى أمامة) قال الحاكم :صحيح فرده الذهبى أن هلال بن عمرو وأبوه لا يعرفان فالصحة من أين؟ (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٢٤٤، حرف الكاف، ج٥، ص ٢)

عائد ہوگی، جنہوں نے بلا تحقیق اس کی تبلیغ و تشہیر کی، البتہ مجتہد کی اجتہادی خطاء پر اللہ کی طرف سے مؤاخذہ نہیں۔ [1]

اور بعض عربی اور اردو زبان کی کتابیں اس دور کی لکھی ہوئی ہیں، جب بہت سی اصل کتابوں کا ذخیرہ نایاب تھا، جس کی وجہ سے اصل مآخذ سے رجوع کر کے تحقیق کرنا مشکل تھا، اور اس دور کے بعض اہلِ علم اور بزرگ حضرات نے اپنے پاس موجود کتابوں کے حوالہ سے بعض احادیث و روایات نقل کر دی تھیں، اب جبکہ اصل مآخذ والی کتب میسر و منظرِ عام پر آئیں، تو ان کی تحقیق ممکن ہوئی، اس میں سابق حضرات تو بری قرار دیئے جا سکتے ہیں، لیکن تحقیق ہو جانے یا تحقیق کے مواقع و اسباب میسر آنے کے بعد بھی غیر مستند چیزوں پر جمود اختیار کرنے والوں کے پاس اس طرزِ عمل کی کیا وجہِ جواز ہو سکتی ہے؟ [2]

---

[1] اور جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی کسی بھی غیر مستند روایت کی بنیاد پر اپنے گمان و خیال سے کوئی فضیلت پانے کے لئے عمل کرے، تو احادیث کی رُو سے اس کو وہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے، تو یہ بات درست نہیں، اس طرح کی روایات کو محدثین نے بے اصل اور غیر معتبر قرار دیا ہے، اور ان کی توجیہ بھی کی ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

فإذا تضمنت أحاديث الفضائل الضعيفة تقديرا وتحديدا مثل صلاة فى وقت معين بقراء ة معينة أو على صفة معينة لم يجز ذلک، لأن استحباب هذا الوصف المعين لم يثبت بدليل شرعى بخلاف ما لو روى فيه :من دخل السوق فقال :لا إله إلا الله كان له كذا وكذا فإن ذكر الله فى السوق مستحب لما فيه من ذكر الله بين الغافلين كما جاء فى الحديث المعروف " :ذاكر الله فى الغافلين كالشجرة الخضراء بين الشجر اليابس .

فأما تقدير الثواب المروى فيه فلا يضر ثبوته ولا عدم ثبوته ...

فالحاصل :أن هذا الباب يروى ويعمل به فى الترغيب والترهيب لا فى الاستحباب ثم اعتقاد موجبه وهو مقادير الثواب والعقاب يتوقف على الدليل الشرعى اهـ.

ورغم هذا البيان رأينا الكثيرين يثبتون التحديدات والتقديرات بالحديث الضعيف(كيف نتعامل مع السنة النبوية -معالم وضوابط،ليوسف عبد الله القرضاوى،ص ۹۹،الباب الثانى :السنة مصدرا للفقيه والداعية،الفصل الثالث :تحقيق القول فى رواية الحديث الضعيف فى الترغيب والترهيب)

[2] وأعلم أن الأحاديث التى لا أصل لها لا تقبل والتى لا إسناد لها لا يروى بها :ففى الحديث "اتقوا الحديث عنى إلا ما علمتم فمن كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار "فقيد صلى الله عليه وآله وسلم الرواية بالعلم وكل حديث ليس له إسناده صحيح ولا هو منقول فى كتاب مصنفه إمام معتبر لا يعلم ذلک الحديث عنه صلى الله عليه وأله وسلم فلا يجوز قبوله :ففى مسلم "كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (تذكرة الموضوعات للفتنى، ج ۱، ص ٦، الثانى فى أقسام الواضعين)

الحديث بعمومه يتناول العامد والساهى والناسى فى إطلاق اسم الكذب عليهم، غير أن الإجماع انعقد على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور کسی بزرگ کے اس روایت کو علامہ سخاوی کے حوالہ سے نقل کرنے اور اس کے بعد نقل در نقل ہوتے رہنے اور اس کو بعض بزرگوں کے معمول کا حصہ بنا لینے سے احادیث وروایات کی مذکورہ اسنادی تحقیق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور نہ ہی وہ عمل مسنون درجہ میں داخل ہوتا، کیونکہ احادیث وروایات کی اسنادی تحقیق کے اصول اپنی جگہ ہیں، جن کی بنیاد پر ہی احادیث کی اسنادی تحقیق کی جایا کرتی ہے۔

اور اسی طرح بعض حضرات کے اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کو تلقی بالقبول کا درجہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اولاً تو **تلقی بالقبول** کا تعلق فقہائے کرام کے فقہی احکام سے متعلق احادیث وروایات سے ہے، دوسرے **تلقی بالقبول** سے یہ مراد ہے کہ وہ فقہاء یا خیر القرون میں بلانکیر **معمول بها** ہو، اور **مبحوث فیها** روایات، اس سے خارج ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أن الناسی لا إثم علیه، والله أعلم (عمدة القاری، ج۲، ص ۱۵۲، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی الله علیه وسلم)

وفیه إیجاب التحرز عن الکذب علی الرسول صلی الله علیه وسلم بأن لا یحدث عنه إلا بما یصح بنقل الإسناد والتثبت فیه .قال عبد الله بن المبارک :الإسناد من الدین، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (شرح المشکاة للطیبی، ج۲، ص ۶۵۹، کتاب العلم)

[2] وکذا ما اعتضد بتلقی العلماء له بالقبول .قال بعضهم :یحکم للحدیث بالصحة إذا تلقاه الناس بالقبول وإن لم یکن له إسناد صحیح.

قال ابن عبد البر فی الاستذکار :لما حکی عن الترمذی أن البخاری صحح حدیث البحر :هو الطهور ماؤه ، وأهل الحدیث لا یصححون مثل إسناده، لکن الحدیث عندی صحیح؛ لأن العلماء تلقوه بالقبول .وقال فی التمهید :روی جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم :الدینار أربعة وعشرون قیراطا ، قال :وفی قول جماعة العلماء وإجماع الناس علی معناه غنی عن الإسناد فیه.

وقال الأستاذ أبو إسحاق الإسفرایینی :تعرف صحة الحدیث إذا اشتهر عند أئمة الحدیث بغیر نکیر منهم.

وقال نحوه ابن فورک، وزاد بأن مثل ذلک بحدیث :فی الرقة ربع العشر وفی مائتی درهم خمسة دراهم(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،لعبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی، ج ۱ ،ص ۶۶،أنواع الحدیث)

وقد یعلم الفقیه صحة الحدیث بموافقة الأصول أو آیة من کتاب الله تعالی فیحمله ذلک علی قبول الحدیث والعمل به واعتقاد صحته وإذا لم یکن فی سنده کذاب فلا بأس بإطلاق القول بصحته إذا وافق کتاب الله تعالی وسائر أصول الشریعة وقال ابن عبد البر سأل الترمذی البخاری عن حدیث أبی هریرة - رضی الله تعالی عنه -فی البحر هو الطهور ماؤه فقال صحیح قال وما أدری ما هذا من البخاری وأهل الحدیث لا یحتجون بمثل إسناده ولکن الحدیث عندی صحیح من جهة أن العلماء تلقوه بالقبول قال ابن الحصار ولعل البخاری رأی رأی الفقهاء انتهی. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ورنہ تو بے شمار وہ کام جو ضعیف یا شدید ضعیف یا بے سند روایات کی بنیاد پر کسی بھی وجہ سے معاشرہ میں سنت یا مشروع عمل کی حیثیت سے جاری ورائج ہوئے، ان کی اہلِ علم ومحدثین اور فقہائے کرام کی طرف سے تردید کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، جیسا کہ اس طرح کی مثالیں اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وظاهر كلام ابن عبد البر أن الصحة توجد أيضا من تلقى أهل الحديث بالقبول والعمل به وإن لم يوقف له على إسناد صحيح وقد قال فى التمهيد روى عن جابر بإسناد ليس بصحيح أن النبى صلى الله عليه وسلم قال الدينار أربعة وعشرون قيراطا.

قال وهذا وإن لم يصح إسناده ففى قول جماعة العلماء وإجماع الناس على معناه ما يغنى عن الإسناد فيه وقريب منه ما ذكره الشافعى فى الرسالة فى حديث لا وصية لوارث.

إن إسناده منقطع لكن استفاضته بين النقلة وأهل المغازى جعلته حجة وكذا قول الأستاذ أبى إسحاق الإسفرائينى فى أصوله تعرف صحة الحديث باشتهاره عند أئمة الحديث ولم ينكروه وكذلك ابن فورك فى صدر كتابه مشكل الحديث ومثله حديث فى الرقة ربع العشر وفى مائتى درهم خمسة دراهم ونحوه(: النكت على مقدمة ابن الصلاح،لبدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشى الشافعى، ج ا ،ص١٠٧ الىٰ ١١٢ ، النوع الاول، تنبيه)

فثبت بهذه الأخبار حرمان القاتل ميراثه من سائر مال المقتول وأنه لا فرق فى ذلك بين العامد والمخطء لعموم لفظ النبى عليه السلام فيه وقد استعمل الفقهاء هذا الخبر وتلقوه بالقبول فجرى مجرى التواتر، كقوله عليه السلام (لا وصية لوارث)وقوله (لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها)

وإذا اختلف البيعان فالقول ما قاله البائع أو يترادان وما جرى مجرى ذلك من الأخبار التى مخرجها من جهة الإفراد وصارت فى حيز التواتر لتلقى الفقهاء لها بالقبول(أحكام القرآن، للجصاص، ج ا ،ص ٤٤،أحكام سورة البقرة)

قلت :الحديث الضعيف الذى تلقاه العلماء بالقبول له حالتان:

الحالة الأولى :أن يكون ذلك الحديث الضعيف أجمع العلماء على القول به، فيؤخذ بذلك الحكم الذى ورد فى ذلك الحديث لإجماع العلماء عليه، ولا ينسب ذلك الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك لأن الإجماع إنما هو على الحكم الذى وقع فى ذلك الحديث، والعمل به لا على نسبة ذلك الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهذا مراد الشافعى المتقدم بقوله :لا يثبته أهل العلم بالحديث، ولكن العامة تلقته بالقبول.

فانظر كيف حكم على الحديث بضعفه، والأخذ بالحكم الوارد فيه والعمل بمقتضاه للإجماع، ولذا قال الحافظ فى الفتح "١٢ /" "بعد أن ذكر الحديث" :لا وصية لوارث:"

لكن الحجة فى هذا إجماع العلماء على مقتضاه كما صرح به الشافعى وغيره .انتهى.

قلت :على أن هذا الحديث قد ثبت إسناده بعض أئمة الحديث.

فالحاصل أن الحديث الضعيف الذى أجمع العلماء بالقول به، يؤخذ بالحكم الوارد فيه لإجماع العلماء عليه،، ولا ينسب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لضعف إسناده.

الحالة الثانية :أن يكون الحديث الذى قيل أنه متلقى بالقبول قد صرح بعض الأئمة بقبوله، وبعض الأئمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

متعدد مسائل اور روایات کے اس طرح نقل در نقل ہوتے رہنے اور بعد کے حضرات کے اس کی نشاندہی کرتے رہنے کا سلسلہ اسلامی تاریخ میں قدیم سے چلا آتا ہے، جس کو باعثِ نکیر نہیں سمجھا گیا، امام غزالی اور شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ جیسے جلیل القدر صوفیائے کرام کی کتب میں اس طرح کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ فی نفسہٖ ماہِ رجب اور لیلۃ البراءۃ کی فضیلت ثابت ہے، لیکن ان اوقات میں متعدد مخصوص فضیلتوں اور عبادت کی کیفیتوں اور کمیتوں کی تردید کی گئی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سكت عنه فلم يصرح بقبوله ولا برده، فلا يقال عن هذا الحديث أنه ملتقى بالقبول.
وذلک لسكوت بعض الأئمة عنه والساكت لا ينسب له قول.
تصحيح الحديث لموافقته لأصول الشريعة أو لآية من كتاب الله:
قال ابن الحصار كما فى تدريب الراوى "٢٥"قد يعلم الفقيه صحة الحديث إذا لم يكن فى سنده كذاب بموافقة آية من كتاب الله أو بعض أصول الشريعة، فيحمله ذلک على قبوله والعمل به .انتهى.
قلت :إذا كان فى سند الحديث راو ضعيف، فإنه لا يجوز نسبة ذلک الكلام إلى النبى صلى الله عليه وسلم لضعف السند ولو كان ذلک الحديث موافقاً لآية فى كتاب الله أو لبعض أصول الشريعة لأن العمل يكون حينئذ على تلک الآية أو ذلک الأصل، وكم من حديث وافق آية أو أصلا من أصول الشريعة وضعفه أئمة الحديث لضعف سنده(من أصول الفقه على منهج أهل الحديث،لزكريا بن غلام قادر،ص ٢٢١ الىٰ ٢٢٣،القواعد التى لا تصح لتصحيح الحديث أو تضعيفه)

[1] أما الأحاديث الواردة فى فضل رجب أو صيامه أو صيام شىء منه فهى على قسمين ضعيفة وموضوعة، ونحن نسوق الضعيفة، ونشير إلى الموضوعة بإشارة مفهمة، فذكر من الضعيفة حديث أنس مرفوعا :إن فى الجنة نهرا يقال له رجب ماؤه أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل من صام يوما من رجب سقاه الله من ذلک النهر.
وحديث أنس أن النبى كان إذا دخل رجب قال :اللهم بارک لنا فى رجب وشعبان وبلغنا رمضان.
وحديث أبى هريرة أن رسول الله لم يصم بعد رمضان إلا رجب وشعبان ثم قال بعد البحث فى أسانيد هذه الأحاديث وورد فى فضل رجب من الأحاديث الباطلة لا بأس بالتنبيه عليها لئلا يغتر به انتهى .فذكر أحاديث كثيرة وبعضها مذكورة فى غنية الطالبين وإحياء العلوم وقوت القلوب لأبى طالب المكى وغيرها من كتب المشائخ المعتبرين فى السلوک والتصوف، وذكر فى أثنائها هذا الحديث قائلا :أخبرنا أبو الحسن المرادى بصالحية دمشق، أنبأنا أحمد بن على الجزرى وعائشة بنت محمد ابن مسلم قرأت عليهما وأنا حاضر وأجازه .أنبأنا إبراهيم الآدمى، أنبأنا منصور بن على الطبرى، أنبأنا عبد الجبار بن محمد الفقيه، أنبأنا الحافظ أبو بكر البيهقى، أنبأنا أبو عبد الله الحافظ، أنا أبو نصر رشيق بن عبد الله إملاء من أصل كتابه بطابران، أنا الحسين بن إدريس، أنا خالد ابن الهياج، عن أبيه عن سليمان التيمى، عن أبى عثمان، عن سلمان الفارسى قال، قال رسول الله فى رجب يوم وليلة .الحديث.
ثم قال :هذا الحديث منكر إلى الغاية وهياج هو ابن بسطام التيمى الهروى وروى عن جماعة من التابعين،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ وغیرہ بہت سے جلیلُ القدر محدثین نے بعض احادیث کو اپنی کتب میں روایت ونقل کیا، مگر تحقیق کے بعد ان احادیث کی سندوں کا ضعیف یا شدید ضعیف ہونا ثابت ہوا، لیکن اس کی وجہ سے ان جلیلُ القدر محدثین کی ذات ''والا'' صفات میں کمی واقع نہیں ہوئی، بلکہ ان کو ان کی نیت کے مطابق اجر حاصل ہوگا، خاص طور پر جبکہ انہوں نے سند بھی نقل کردی ہو، تو وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وضعفه ابن معين، وقال أبو داود تركوه، وقال الحافظ الملقب بجزرة منكر الحديث لا يكتب من حديثه إلا للاعتبار ولم أكن أعلمه بهذا حتى قدمت هراة فرأيت عندهم أحاديث مناكير كثيرة .وقال الحاكم أبو عبد الله :هذه الأحاديث التى رواها صالح من حديث الهياج الذنب فيه لابنه خالد والحمل فيها عليه وقال يحيى بن أحمد بن زياد الهروى كل ما أنكره على الهياج فهو من جمع ابنه انتهى كلامه(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة،لابى الحسنات اللكنوى الهندى، ص ٥٩، ٦٠،فى ذكر أحاديث صلوات أيام السنة ولياليها وما يتعلق بها،صلاة ليلة السابع والعشرين من رجب)

قال على القارى فى رسالة له ألفها فى ليلة القدر وليلة البراء ة بعد نقل كلام البيهقى قلت جهالة بعض الرواة لا يقتضى كون الحديث موضوعا وكذا إنكاره الألفاظ فينبغى أن يحكم عليه بأنه ضعيف ثم يعمل بالضعيف فى فضائل الأعمال اتفاقا مع أن نفس الصلاة النافلة فى تلك الليلة ثابتة عن رسول الله بطرق صحيحة فلا يضر ضعفه ببيان الكمية والكيفية فإن الصلاة خير موضوع وبهذا تبين جواز ما يفعل الناس فى بلاد ما وراء النهر وخراسان والروم والفرس والهند وغيرها من صلاة مائة ركعة كل ركعة فيها سورة الإخلاص عشر مرات على ما ذكره صاحب قوت القلوب والإمام الغزالى فى الإحياء وغيرهما فإنه وإن لم يصح وروده عنه عليه الصلاة والسلام لكن لا مانع من فعله ولو على الدوام ونعم اعتقاد كونه سنة غير صحيح وكذا أداؤه جماعة عند بعض الفقهاء انتهى.

قلت فيه أنظار شتى فإن مجرد جهالة بعض الرواة وإن لم يقتض كون الحديث موضوعا لكن القرائن الحالية الملحقة بها تقتضى ذلك فإن الحديث إذا لم يكن له سند جيد لم يخل طريق من طرقه من مجهول وضعيف وساقط ونحو ذلك من المجروحين وكان فى نفس المتن مالا يخلو من ركاكة دل ذلك على كونه موضوعا وأما العمل بالضعيف فى فضائل الأعمال فدعوى الاتفاق فيه باطلة نعم هو مذهب الجمهور لكنه مشروط بأن لا يكون الحديث ضعيفا شديد الضعف فإذا كان كذلك لم يقبل فى الفضائل أيضا وقد بسطت هذه المسألة فى رسالتى الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة وفى تعليقات رسالتى تحفة الطلبة فى مسح الرقبة المسماة بتحفة الكملة وأما ما ذكره بقوله مع أن نفس الخ فمخدوش بأنه لا كلام فى استحباب إحياء ليلة البراءة بما شاء من العبادات وبأداء التطوعات فيها كيف شاء لحديث ابن ماجة والبيهقى فى شعب الإيمان عن على مرفوعا إذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا فيقول ألا من مستغفر فأغفر له ألا من مسترزق فأرزقه ألا من مبتلى فأعافيه ألا من سائل فأعطيه ألا كذا وكذا حتى يطلع الفجر وقال ابن رجب فى لطائف المعارف فى فضل ليلة نصف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہمیں بھی اسی طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے عمل کرنا چاہئے، اور کسی بزرگ کے نقل کرنے کی بنیاد پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو منسوب کرنے سے اس وقت تک احتیاط کرنی چاہئے، جب تک اس کے مستند ہونے پر اطمینان نہ ہوجائے، تاکہ جہنم اور شدید عذاب کی وعید سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جاسکے، اور اس طرح کی تحقیقات کو تعصب پر محمول نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ بعض مقلدین کا طریقہ ہے، اور نہ ہی بزرگوں کی شان میں زبان درازی کرنی چاہئے، جیسا کہ بعض غیر مقلدین کا وطیرہ ہے۔

حق ہمیشہ اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے، اور اعتدال دراصل افراط وتفریط کے مابین ہوتا ہے، جس میں تمام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ شعبان أحاديث آخر متعددة وقد اختلف فيا فضعفها الأكثرون وصحح ابن حبان بعضها وخرجه فى صحيحه ومن أمثلها حديث عائشة قالت فقدت رسول الله فخرجت فإذا هو بالبقيع رافع رأسه إلى السماء فقال أ كنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله فقلت ظننت أنك أتيت بعض نسائك فقال إن الله ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم بنى كلب خرجه الإمام أحمد والترمذى وابن ماجه انتهى وفى الباب أحاديث أخر أخرجها البيهقى وغيره على ما بسطها ابن حجر المكى فى الإيضاح والبيان دالة على أن النبى أكثر فى تلك الليلة من العبادة والدعاء وزار القبور ودعا للأموات فيعلم بمجموع الأحاديث القولية والفعلية استحباب إكثار العبادة فيها فالرجل مخير بين الصلاة وبين غيرها من العبادات فإن اختار الصلاة فكمية أعداد الركعات وكيفيتها مفوضة إليه ما لم يأت بما منعه الشارع صراحة أو إشارة إنما الكلام فى استحباب هذه الصلوات المخصوصة بالكيفيات المخصوصة وثبوتها عن رسول الله وكون الرواية موضوعة أو ضعيفة شديد الضعف لا شبهة فى أنه يضره ولا يفيده كون الصلاة خيرا موضوعا واستحباب مطلقها فى هذه الليلة وغيرها.

وأما ما ذكره بقوله وبهذا تبين جواز الخ فمردود بأنه إن أراد بالجواز ما يقابل الحرمة فلا كلام فيه وإن أراد به غيره فلا صحة له ومن المعلوم أن من يصلى مثل هذه الصلوات فى أمثال هذه الليلة لا يؤديها اتفاقا بل يعتقد ثبوتها شرعا ويظن أن له بها ثوابا مخصوصا فبناء عليه يجب المنع عنها سدا للذريعة وخوفا من ظن ما ليس من الشريعة من الشريعة.

وأما ذكر الغزالى فى الإحياء هذه الصلاة بقوله أما صلاة شعبان فليلة الخامس عشر منه يصلى مائة ركعة كل ركعتين بتسليمة يقرأ فى كل ركعة بعد الفاتحة قل هو الله أحد إحدى عشر مرة وإن شاء صلى عشر ركعات يقرأ فى كل ركعة بعد الفاتحة مائة مرة قل هو الله أحد فهذا أيضا مروى فى جملة الصلوات كان السلف يصلونها ويسمونها صلاة الخير ويجتمعون فيها وربما صلوها جماعة وروى الحسن أنه قال حدثنى ثلاثون من أصحاب النبى أن من صلى هذه الصلاة فى هذه الليلة نظر الله إليه سبعين نظرة وقضى له بكل نظرة سبعين حاجة أدناها المغفرة انتهى فلا يعتبر به.

فائدة قد مر غير مرة أنه لا عبرة بذكر أمثال هذه الصلوات فى الإحياء وقوت القلوب والغنية وغيرها من كتب الصوفية وقد قال العراقى فى تخريج أحاديث الإحياء حديث صلاة نصف شعبان حديث باطل انتهى(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة،لابى الحسنات اللكنوى الهندى، ص ۸۰ الىٰ ۸۲،صلاة ليلة البراء ة ،الإيقاظ الأول فى ذكر أحاديث صلوات أيام الأسبوع ولياليها)

فریقوں کے لئے خیر ہوا کرتی ہے۔ والحق احق ان یتبع حیث کان۔ [1]

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ جمعہ کے دن کثرت سے فی نفسہٖ درود شریف پڑھنے کی ترغیب وفضیلت صحیح اور معتبر احادیث وروایات سے ثابت ہے، جس کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں، اور کوئی کثرت کو حاصل کرنے کے لئے اسّی (80) مرتبہ یا اس سے کم وبیش تعداد میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھے، مگر اس تعداد کو سنت نہ سمجھے، تو بھی حرج نہیں، لیکن اس سلسلہ میں وارد شدہ بعض روایات کی اسناد پر کلام ہے، جس کی تفصیل ماقبل میں ذکر کردی گئی، اور بعض روایات ضعیف ہونے کے باوجود فضیلت کی حد تک معتبر ہیں، لیکن اس مقدار یا کسی درود کے صیغہ اور اس کی مخصوص فضیلت کو متعین طور پر جمعہ کے دن سنت سمجھنے یا اس کے مطابق عقیدہ بنالینے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور جمعہ کے دن عصر کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے اسّی (80) مرتبہ درود یا مخصوص درود پڑھنے پر اسّی (80) سال کی عبادت اور اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے کا ذکر معتبر احادیث سے ثابت نہیں ہوسکا، اس لئے یہ عقیدہ رکھنا بھی مناسب نہیں۔

اور درود شریف مستند طریقوں پر منقول صیغوں کے ساتھ پڑھنا ہی زیادہ باعثِ برکت ہے، جن میں بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک درودِ ابراہیمی زیادہ افضل ہے۔

البتہ جب کوئی تھوڑے وقت میں زیادہ مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہے، تو درودِ ابراہیمی سے مختصر مسنون و ماثور درود پڑھ کر بھی یہ مقصود حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے کئی مختصر صیغے مستند احادیث وروایات سے ثابت ہیں، جن کو ہم نے اپنی کتاب ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردیا ہے، اور بعض صیغوں کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے۔

اور جس طرح صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت یعنی تکثیر کی

---

[1] فھذہ العبارات بصراحتھا أو باشارتھا تدل علی انہ لا بد من الاسناد فی کل امر من امور الدین، وعلیہ الاعتماد، اعم من ان یکون ذلک الامر من قبیل الاخبار النبویۃ، أو الاحکام الشرعیۃ، أو المناقب و الفضائل، والمغازی و السیر و الفواصل، و غیر ذلک من الامور التی لھا تعد، بالدین المتین و الشرع المبین، فشیء من ھذہ الامور لا ینبغی علیہ الاعتماد، ما لم یتأکد بالاسناد، لاسیما بعد القرون المشھود لھم بالخیر (الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ، ص ٦ ،مشمولۃ: مجموعہ رسائل للکنوی، ج۴)

و من ھھنا نصوا علی انہ لا عبرۃ للاحادیث المنقولۃ فی الکتب المبسوطۃ ما لم یظھر سندھا او یعلم اعتماد ارباب الحدیث علیھا، وان کان مصنفھا فقیھا جلیلاً یعتمد علیہ، فی نقل الاحکام و حکم الحلال و الحرام (الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ، ص ٦ ،مشمولۃ: مجموعہ رسائل اللکنوی، ج۴)

ترغیب مروی ہے، اور تکثیر کی کوئی تحدید مروی نہیں، اسی طرح سے اس کی تبلیغ کرنے پر اکتفا کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے شریعت کا مقصود بہتر طریقہ پر حاصل ہوجاتا ہے، اور امت کے ہر فرد کے لئے فضیلت کو حاصل کرنے کی راہیں کھلی رہتی ہیں، جس میں نہ تو اپنی طرف سے کسی اضافہ کی ضرورت رہتی، اور نہ ہی کسی غیر مستند روایت کو بیان کرنے کی ضرورت رہتی۔ [1]

اور جمعہ کے دن بلکہ شبِ جمعہ میں کسی وقت درود شریف کو ایک مجلس میں یا متعدد اوقات میں چلتے پھرتے اپنی حسبِ حیثیت صدق واخلاص کے ساتھ کثرت سے پڑھ لیا جائے، تو بھی فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور اگر کوئی اپنی سہولت وفرصت کے پیشِ نظر عصر کی نماز کے بعد پڑھے، یا کوئی جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد کثرت سے اس لئے درود پڑھے کہ جمعہ کے دن کی یہ گھڑی بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک زیادہ قبولیت کی گھڑی ہے، مگر خاص اس وقت میں پڑھنے کو سنت نہ سمجھے، تو بھی حرج نہیں۔فقط۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ. وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ

محمد رضوان

۱۹/ رجب المرجب/ ۱۴۳۷ھ 27/ اپریل/ 2016ء

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

---

[1] وقال معروف بن خربوذ عن أبى الطفيل عن على قال: حدثوا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون أتحبون أن يكذب الله ورسوله. فقد زجر الإمام على رضى الله عنه عن رواية المنكر وحث على التحديث بالمشهور وهذا أصل كبير فى الكف عن بث الأشياء الواهية والمنكرة من الأحاديث فى الفضائل والعقائد والرقائق ولا سبيل إلى معرفة هذا من هذا إلا بالإمعان فى معرفة الرجال والله أعلم(تذكرة الحفاظ،لشمس الدين الذهبى،ج ١،ص ١٦،الطبقة الأولى من الكتاب)

کیاآپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

جڑواں شہروں میں سفروقصر کا حکم

آج مورخہ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ، بمطابق 17 فروری 2016ء، بروز بدھ کو ادارہ غفران میں ’’**المجلس العلمی**‘‘ کا اجلاس ہوا۔

اجلاس میں جڑواں شہروں میں سفروقصر کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔

غوروخوض اور بحث وتمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ دوشہروں کے متحد یا منفصل ہونے اور کسی علاقے کے کسی شہر میں داخل یا خارج ہونے کا اصل مدار وہاں کے مقامی لوگوں کے عرف پر ہے، اگر کہیں عرفِ عام اور حکومت کی حد بندی میں اختلاف پایا جائے، یا ظاہری اتصال کی وجہ سے کسی علاقے کے کسی شہر میں داخل یا خارج ہونے کے بارے میں شبہ ہو، تو وہاں کے مقامی عرفِ عام کو ترجیح حاصل ہوگی، لہٰذا اس اصول کے مطابق راولپنڈی اور اسلام آباد دو الگ الگ شہر شمار کئے جائیں گے، اور کسی بھی شہر سے سفر کرنے والے پر سفر کے شرعی احکام اس وقت جاری ہوں گے، جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے۔

اور کونسا علاقہ کس شہر میں شمار ہوگا، اس کا اصل مدار عرفِ عام پر ہوگا، مثلاً موجودہ اسلام آباد ائرپورٹ بالمقابل محلّہ ’’ویول لائنز‘‘ عرفِ عام میں راولپنڈی میں شمار ہوتا ہے، لہٰذا اس پر راولپنڈی کے احکام جاری ہوں گے، اگرچہ حکومت کے کاغذوں میں اس کو اسلام آباد ائرپورٹ کا نام دیا جاتا ہو۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت اور اس فیصلہ کی توثیق کی:

(1)......مفتی محمد رضوان صاحب (2)......مفتی دوست محمد مزاری صاحب

(3)......مفتی احسان الحق صاحب (4)......مفتی شکیل احمد صاحب

(5)......مفتی زکریا اشرف صاحب (6)......مفتی منظور احمد صاحب

(7)......مفتی محمد یونس صاحب (8)......مفتی محمد امجد حسین صاحب

(9)......مفتی عبدالکریم عثمان صاحب (10)......مفتی ریاض محمد صاحب

Idara Ghufran

(11)......مولانا طارق محمود صاحب (12)......مولانا عبدالسلام صاحب

(13)......مفتی ضیاء الرحمٰن صاحب (14)......مولانا محمد ناصر صاحب

(15)......مولانا عبدالوہاب صاحب (16)......مولانا محمد طلحہ صاحب

(17)......مولانا غلام بلال صاحب (18)......مولانا محمد ریحان صاحب

(19)......مولانا شعیب احمد صاحب

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 71 ''حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا''﴾

تو وہ (بنی اسرائیلی) فوراً بول اٹھا کہ اے موسیٰ! کیا تو مجھے بھی اسی طرح قتل کر دینا چاہتا ہے جس طرح کہ تو کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے، تو تو اس ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتا ہے، اور تو یہ نہیں چاہتا کہ تو اصلاح کرنے والوں میں سے ہو'' [1]

مصری نے جب یہ بات سنی، تو اس نے ایک دَم لڑائی جھگڑا وہیں چھوڑا، اور بھاگ کر فرعون کے دربار میں پہنچا اور ساری صورتِ حال بتلائی کہ کل جو مصری قتل ہوا تھا، اس کا قاتل موسیٰ ہے، فرعون نے جب یہ بات سنی، تو اپنے وزیروں، مشیروں کا ہنگامی اجلاس بلا لیا، جس میں حضرت موسیٰ کے قتل کا فیصلہ کیا گیا۔

(جاری ہے............)

---

[1] (قال یا موسى أترید أن تقتلنی) قال ابن جبیر .أراد موسى أن یبطش بالقبطی فتوهم الإسرائیلی أنه یریده، لأنه أغلظ له فی القول، فقال ":أترید أن تقتلنی كما قتلت نفسا بالأمس "فسمع القبطی الكلام فأفشاه .وقیل :أراد أن یبطش الإسرائیلی بالقبطی فنهاه موسى فخاف منه، فقال ":أترید أن تقتلنی كما قتلت نفسا بالأمس ."(إن ترید) أی ما ترید .(إلا أن تكون جبارا فی الأرض) أی قتالا، قال عكرمة والشعبی :لا یكون الإنسان جبارا حتى یقتل نفسین بغیر حق .(وما ترید أن تكون من المصلحین) أی من الذین یصلحون بین الناس(تفسیر القرطبی، ج۱۳ ص۲۶۵، سورة القصص)

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

051-5507270-55075030

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط10 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے جب مصری مارا گیا، تو مصریوں میں سخت ردِ عمل پیدا ہوا، اور قاتل کو گرفتار کرنے کا مطالبہ ہوا، فرعون خود سخت برافروختہ اور آگ بگولہ تھا، لیکن مسئلہ یہ تھا کہ قاتل کون ہے؟ اس لیے انتظامیہ سے کہا کہ اس قتل کے بدلہ میں ساری بنی اسرائیلی قوم سے تو بدلہ نہیں لیا جاسکتا، البتہ تم لوگ قاتل کا پتہ لگاؤ، تو میں ضرور اس سے قتل کا بدلہ لوں گا۔

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اگلے دن شہر کے کسی حصہ میں کل کے واقعہ سے خائف اور فکرمند چلے جارہے تھے، تو اچانک پھر انہوں نے اسی طرح کا منظر دیکھا کہ وہی اسرائیلی دوبارہ ایک مصری سے جھگڑ رہا تھا، اور کل کی طرح مصری پھر بنی اسرائیلی پر غالب ہورہا تھا، اس اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کل کی طرح دوبارہ فریاد کی، اور مدد کا طلب گار ہوا۔

اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوہری ناگواری ہوئی، ایک طرف تو مصری کا ظلم تھا، اور دوسری طرف اسرائیلی کا شور اور فریاد کے لئے پکارنا، اور کچھ کل کے واقعہ کا اثر تھا اور اس کی ذہن میں ناگواری تھی، اسی جھنجھلاہٹ میں انہوں نے مصری کو باز رکھنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، اور ساتھ ہی بنی اسرائیلی کو بھی جھڑکتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی واضح طور پر شرارتی ہو، یعنی خواہ مخواہ لوگوں سے جھگڑتے پھرتے ہو، اور جب کچھ بنتا نہیں تو فریاد کرنا شروع کردیتے ہو۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَصۡبَحَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسۡتَنۡصَرَہٗ بِالۡاَمۡسِ یَسۡتَصۡرِخُہٗ قَالَ لَہٗ مُوۡسٰۤی اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیۡنٌ (سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۱۸)

یعنی ”پس (دوسرے دن) صبح کے وقت وہ خوف واندیشہ کی حالت میں شہر میں چلے جارہے تھے، تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی (آج پھر) انہیں پکار رہا ہے، موسیٰ

Idara Ghufran

نے اس سے کہا، تُو تو بڑا ہی سرکش (آدمی) ہے (کہ آئے دن لوگوں سے لڑتا رہتا ہے)‘‘

مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس بنی اسرائیلی کو تنبیہ کی کہ تم آئے دن لوگوں سے جھگڑتے رہتے ہو، تم تو واضح طور پر شرارتی ہو۔ [1]

بنی اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو ہاتھ بڑھاتے اور اپنے بارے میں ناگوار اور تلخ الفاظ کہتے سنا، تو یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ مجھ کو مارنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں، اور مجھ کو گرفت میں لینا چاہتے ہیں، تو شرارت آمیز لہجے میں حضرت موسیٰ سے کہنے لگا کہ کل جس طرح تم نے مصری کو قتل کر دیا تھا، آج اسی طرح مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ(سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۱۹)

یعنی ’’اس کے بعد جب موسیٰ نے ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا اس شخص پر جو کہ دشمن تھا ان دونوں کا،

---

[1] فأصبح موسى فى المدينة التى قتل فيها القبطى عطف على فقضى عليه خائفا على نفسه يترقب الانتقام من ورثة المقتول او يترقب النصر من ربه حالان من فاعل أصبح فإذا للمفاجاة الذى استنصره بالأمس يستصرخه اى يستغيثه مشتق من الصراخ قال ابن عباس اتى فرعون فقيل له ان بنى إسرائيل قتلوا منا رجلا فخذلنا بحقنا فقال انجوا الى قاتله ومن يشهد عليه فلا يستقيم ان يقضى بغير بينة (التفسير المظهرى، ج۷ ص ۱۵۲، سورة القصص)

فصار يسير فى المدينة فى صبيحة ذلک اليوم "خائفا يترقب" أى يتلفت، فبينما هو كذلک، إذا ذلک الرجل الاسرائيلى الذى استنصره بالامس يستصرخه، أى يصرخ به ويستغيثه على آخر قد قاتله، فعنفه موسى ولامه على كثرة شره ومخاصمته، قال له " :إنک لغوى مبين "ثم أراد أن يبطش بذلک القبطى، الذى هو عدو لموسى وللاسرائيلى، فيردعه عنه ويخلصه منه، فلما عزم على ذلک وأقبل على القبطى "قال يا موسى أتريد أن تقتلنى كما قتلت نفسا بالامس، إن تريد إلا أن تكون جبارا فى الارض وما تريد أن تكون من المصلحين ."

قال بعضهم :إنما قال هذا الكلام الاسرائيلى الذى اطلع على ما كان صنع موسى بالامس، وكأنه لما رأى موسى مقبلا إلى القبطى اعتقد أنه جاء إليه، لما عنفه قبل ذلک بقوله " :إنک لغوى مبين " (قصص الانبياء لابنِ كثير، ج۲ ص۱۴)

بقیہ صفحہ 69 پر ملاحظہ فرمائیں

Idara Ghufran

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط2)

ناک سے نکسیر بہنا (Nosebleeding)

بعض اوقات خون کی زیادتی یا خون کے پتلا ہونے یا گرم چیزوں کے زیادہ استعمال کرنے، یا دھوپ میں زیادہ دیر تک رہنے سہنے یا یا ناک پر چوٹ لگ جانے سے، یا عورتوں میں حیض کی خرابی یا کسی اور سبب سے، ناک سے خون بہنے لگتا ہے، جس کو نکسیر بہنا یا نکسیر پھوٹنا کہا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں فوری طور پر مریض کی ناک بند کرکے منہ آسمان کی طرف کریں، اور سر پر پانی گرائیں، یا پانی میں تر کرکے پٹیاں سر پر رکھیں، پاؤں ٹھنڈے پانی میں رکھیں۔

خشک دھنیا توے پر رکھ کر کچھ بھون لیں، اور خوب باریک پیس کر بطور نسوار مریض کو ناک کے ذریعہ سونگھانے سے بھی نکسیر بند ہوجاتی ہے۔

اور تازہ لیموں کے رَس کی ناک میں پچکاری کرنے سے بھی نکسیر فوراً بند ہوجاتی ہے۔

اس کے علاوہ پھٹکری ایک ماشہ پانی میں حل کرکے اس کی ناک میں پچکاری کرنے یا پھٹکری پیس کر ناک میں پھونکنے سے بھی نکسیر بند ہوجاتی ہے۔

خالص سرسوں کا تیل دو قطرے اور اس مقدار میں پانی کے قطرے باہم یکجا کرکے صبح اور رات کو ناک میں ٹپکانا بھی نکسیر کی بیماری سے نجات کے لئے مفید ہے۔

اگر کسی شخص کو بار بار نکسیر پھوٹے اور کسی تدبیر سے بند نہ ہو تو خشک آملے پانچ تولہ لے کر ایک مٹی کی کوری ٹھلیاں یا کٹوری میں ڈال کر پانی بھر کر رکھ چھوڑیں اور مریض کو یہ پانی پلائیں اور آملوں کو پانی میں پیس کر پیشانی، تالو اور ناک پر لیپ کریں۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے خون آتا ہو، تو اس سے نجات کے لئے ایک تولہ آملہ پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر میں ملا کر پلانے کی حیرت انگیز تاثیر ہے۔

ہچکی آنا (Hiccups)

بعض اوقات کسی کو ہچکی آنا شروع ہوجاتی ہے، جو بند ہونے کا نام نہیں لیتی، ایسی صورت میں رائی ایک تولہ

کو پانی میں جوش دے کر یعنی رائی کا جوشاندہ بنا کر پلانے سے فائدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ کلونجی 3 ماشے پیس کر مکھن میں ملا کر کھلانے سے بھی ہچکیاں رُک جاتی ہیں۔

دودھ میں مکھن ملا کر پینا اور ناف میں تیل ڈالنا بھی اس مرض کے لئے مفید ہے۔

فلو یا نزلہ وزکام (Influenza)

اگر ناک کے راستے سے مواد بہے تو اس کو زکام کہا جاتا ہے اور سینے پر بلغمی مواد وغیرہ گرے، تو اس کو نزلہ کہا جاتا ہے۔ نزلہ، زکام کو عام بیماری سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

اگر یہ مرض زیادہ مدت تک رہے اور پرانا ہو جائے تو زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

سردی لگنے، پانی میں بھیگنے، گرما گرم کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی یا کولڈ ڈرنکس پینے، کھٹی اور ٹھنڈی چیزوں کے زیادہ کھانے پینے، یا گرد وغبار اور دھویں وغیرہ کے ناک میں پہنچنے وغیرہ سے نزلہ وزکام کی شکایت ہو جاتی ہے۔

جن لوگوں کے دماغ اور اعصاب یعنی پٹھے کمزور ہوتے ہیں، وہ نزلہ وزکام کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

زکام ہوتے ہی ٹھنڈی ہوا کے لگنے اور ٹھنڈا پانی پینے سے پرہیز کریں، زیادہ گرم چیزیں، مثلاً بڑا گوشت، گرم مصالحہ، مرچ اور تیز چائے کے استعمال سے بھی پرہیز کریں۔

بہنے والی رطوبتوں کو شروع میں ہی بند کرنے کے لئے تیز گرم چیزوں کے استعمال سے طرح طرح کی خطرناک بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے نزلہ وزکام ہوتے ہی فوراً رطوبت کو روکنے کی تدبیر نہیں کرنی چاہئے۔ نزلہ وزکام کے شروع ہونے پر ایک دو وقت کھانا نہ کھائیں، تو بہتر ہے، اور اگر کھائیں تو جلد ہضم ہونے والی اور سادہ غذاؤں کا استعمال مناسب ہے۔

نزلہ وزکام کے دوران دودھ، گھی، دہی، چھاچھ اور ہر قسم کی کھٹی اور ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں، اور قبض کرنے والی اور بادی چیزیں نہ کھائیں۔

نزلہ وزکام کی حالت میں دن کے وقت سونا، کھانا کھانے کے بعد فوراً سو جانا، ٹھنڈے پانی سے نہانا، ٹھنڈی ہوا میں سر کھلا رکھنا، نیز تیز دھوپ میں چلنا پھرنا، اور خوشبودار چیزوں کا سونگھنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

اسی طرح دماغی محنت سے اس حالت میں بچنا چاہئے اور نزلہ وزکام کی حالت میں جنسی میل ملاپ سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، ورنہ سخت خطرناک امراض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

نزلہ وزکام کی حالت میں قبض رہنا اچھا نہیں، اگر قبض ہو، تو اس کو دور کرنے کی تدبیر اختیار کرنی چاہئے۔

اگرزکام کی حالت میں تھوڑی سویّاں پانی میں پکائیں،اور چینی یا شہد سے میٹھا کر کے سویوں سمیت گرما گرم بھاپ لیں،اور چادر یا لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں،تا کہ پسینہ آئے تو زکام بہت جلد پک کر خارج ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر گل بنفشہ سات ماشے اور کالی مرچیں سات عدد کو تھوڑی چینی ڈال کر پکائیں،اور پھر چھان کر گرم گرم چائے کی طرح پی کر کوئی موٹا کپڑا یا لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں،تو اس سے پسینہ آ کر بدن کی سستی اور درد دُور ہو جاتا ہے،اور زکام پک جاتا ہے۔

چنے بھُنوا کر کپڑے میں پوٹلی باندھ کر سونگھیں،اور اسی سے پیشانی،کنپٹیوں اور ناک کو سینکیں،پھر چنے چبائیں،یہ عمل زکام کے لئے مفید ہے۔

ناک کے نتھنوں میں سرسوں کا تیل لگانا بھی نزلہ وزکام میں مفید ہے۔

گیہوں کے آٹے کی بھوسی ایک تولہ،لونگیں پانچ عدد،اور قدرے نمک پانی میں جوش دے کر چھان لیں،اور نیم گرم پئیں،یہ بھی نزلہ وزکام میں مفید ہے،چند بار کے استعمال سے نزلہ پک کر خارج ہو جاتا ہے،جب زکام کچھ بہہ چکے،تو یہ نسخہ استعمال کریں۔

پرانے نزلہ وزکام میں ہضم کی خرابی اور قبض کو دور کرنا ضروری تدبیر ہے۔

جب زکام میں ناک سے رطوبت کئی دن تک بہتی رہے اور ٹھیک نہ ہو تو ہلدی کو جلا کر اس کا دھواں ناک اور حلق میں پہنچانے سے پانی بہنا بند اور زکام جاتا رہتا ہے۔

سر کو ٹوپی،رومال وغیرہ سے چھپانا ہر قسم کے نزلہ میں مفید ہے۔

کھانسی(Cough)

بعض اوقات نزلہ،زکام ہونے،سردی لگنے،یا گرد وغبار حلق میں پہنچنے یا حلق میں ورم ہو جانے،یا تمبا کو وسگریٹ نوشی کرنے یا کسی اور سبب سے پھیپھڑوں میں غیر طبعی حرکت ہوتی ہے،جو کسی فاسد مادے کو رفع کرنے کے لئے ہوتی ہے،اسی کو کھانسی کہا جاتا ہے۔

اگر کھانسی بلغمی ہو،تو بلغم خارج ہوتا ہے،کبھی گاڑھا اور کبھی پتلا،کبھی آسانی سے اور کبھی مشکل سے،یا بلغم کی خرخراہٹ کی آواز آتی ہے،اور اگر خشک کھانسی ہو،تو اس میں بلغم نہیں نکلتا اور نہ ہی بلغم کی خرخراہٹ کی آواز آتی ہے۔کھانسی ہونے کی صورت میں منہ میں ملٹھی رکھ کر چباتے رہیں،اور اس کا لعاب چوستے رہیں۔

﴿بقیہ صفحہ 36 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اخبارِ ادارہ **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

❏...... 24/شوال/یکم/8/15/ذیقعدہ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے معمولات ہوئے۔

❏...... 12/19/26/شوال،3/10/ذیقعدہ، بروز اتوار کو حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔

❏...... 23/30/شوال،7/14/ذیقعدہ،جمعرات کو بعد ظہر شعبہ حفظ کی بزمِ ادب اور 26/شوال، 3/10/ذیقعدہ، اتوار کو بعد ظہر شعبہ ناظرہ وغیرہ کی بزمِ ادب نئے تعلیمی سال کے آغاز کے ساتھ ہی انعقاد پذیر ہونا شروع ہوئیں۔

❏...... 18/شوال، ہفتہ، ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب (عبداللہ زبیر پرنٹرز، لاہور) ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، قبل العصر مولانا عبدالسلام صاحب کے ہمراہ اکوڑہ خٹک کی طرف تشریف لے گئے۔

❏...... 18/شوال، ہفتہ کی شام حضرت مدیر صاحب، مدرسہ خالد بن ولید (سوہان، اسلام آباد) میں مولانا زبیر صاحب اور مولانا سخاوت صاحب کی طرف سے "ثرید" کی دعوت میں مدعو تھے، مولانا عطاء الرحمٰن صاحب زید فضلہٗ (خانوخیل، ڈیرہ اسماعیل خان) بھی میزبان تھے، سب حضرات کے ساتھ عشاء بعد تک خوشگوار علمی مجالست رہی، بندہ امجد اور مولانا محمد ریحان صاحب بھی ہمراہ تھے۔

❏...... 23/شوال، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب نے جناب حاجی نعیم صاحب (سیورفوڈرز، راولپنڈی) کے ہاں اہم دینی مسئلہ میں چند اہلِ علم حضرت کے ساتھ شرکت کی، مولانا عبدالسلام صاحب ہمراہ تھے۔

❏...... 24/شوال، جمعہ کی شام سے چھ روزہ حج کورس کا آغاز ہوا، روزانہ مغرب تا عشاء حج کورس کی نشستیں ہوئیں، معلم مفتی محمد یونس صاحب اور بندہ امجد تھے، بدھ 29/شوال کی شام کو اختتامی نشست ہوئی۔

❏...... 25/شوال، ہفتہ، مولانا ولی اللہ صاحب کا بلگرامی مرحوم کے صاحبزادے دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

❏...... 25/شوال، دوپہر، حضرت مدیر صاحب نے جناب چوہدری نعیم صاحب (سیورفوڈز، راولپنڈی) کے یہاں امین ہاؤس (نزد ڈی ایچ اے) جی ٹی روڈ میں ظہرانہ اور ایک دینی نشست میں شرکت کی، مولانا محمد ناصر صاحب ہمراہ تھے۔

❏...... 27/شوال، پیر کی شام، مفتی محمد یونس صاحب نے جامع مسجد الیاس (ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد)

Idara Ghufran

میں مولانا اسداللہ غالب کی دعوت پر مغرب تا عشاء حج کورس کی ایک نشست منعقد کی۔

□...... 28/شوال، منگل، شام کو مفتی عبدالکریم عثمان صاحب کے ہمراہ مولانا احمد افنان صاحب (استاد: جامعۃ الرشید، کراچی) دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

□...... 29/شوال/بدھ، عصر تا بعد عشاء فقہی مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی، راولپنڈی، اسلام آباد کے اربابِ دارالافتاء تشریف لائے، فقہی مجلس میں دو قریبی شہروں کے اتصال وانفصال اور متعلقہ شرعی احکام مثل نمازوں میں قصر واتمام پر بحث ہوئی، اور ایک متفقہ شرعی حکم مرتب ہوا، نیز مقدس اوراق کے بوسیدہ ہونے پر ان کی تلفی اور ری سائیکلنگ کا مسئلہ حضرت مدیر صاحب کے مقالہ کی روشنی میں زیرِ بحث آیا، قبل العشاء ماحضر کی تناول فرمائی ہوئی۔

□...... 2/ذیقعدہ، ہفتہ، عیدالاضحیٰ کی اجتماعی قربانیوں کے لئے حصوں کی وصولی کا آغاز ہوا، امسال دس ہزار اور بارہ ہزار روپے کے عام اور متوسط حصے رکھے گئے ہیں، ضمنی اور واجبی حصہ ساڑھے چھ ہزار کا بھی رکھا گیا ہے۔

□...... 4/ذیقعدہ، سوموار، بندہ امجد کی خوشدامن صاحبہ کراچی سے (درخانہ امجد) تشریف لائیں۔

□...... 5/ذیقعدہ، منگل، دن گیارہ بجے، مولانا انصر باجوہ صاحب اور مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب ادارہ تشریف لائے، اور بعض دینی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

□...... 7/ذیقعدہ، جمعرات، مولانا محمد ناصر صاحب، سفرِ حج پر تشریف لے گئے، آپ کی مدینہ منورہ کی پرواز تھی۔ ''بخیر رفتی و باز آئی''

□...... 7/ذیقعدہ، جمعرات، بعد ظہر، حضرت مدیر صاحب نے جامع مسجد حنفیہ اشرفیہ (مغل آباد، راولپنڈی) میں ایک فقہی مجلس میں اہلِ علم حضرات کے ساتھ شرکت کی، مولانا طارق محمود صاحب ہمراہ تھے۔

□...... 10/ذیقعدہ، اتوار، 14 اگست کے دن یومِ آزادی کے حوالے سے مسجدِ غفران میں بعد نماز وطنِ عزیز کی سلامتی، خوشحالی، امن وترقی، اتفاق واتحاد، اندرونی وبیرونی سازشوں، فتنوں، خانہ جنگیوں، بدامنیوں سے حفاظت کے لئے خصوصی دعاء مانگی گئی، بچوں نے ادارہ کی چھت پر قومی پرچم لہرایا۔

□...... 11/ذیقعدہ، پیر، حضرت مدیر صاحب، جناب صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب زید مجدہٗ کے ہاں مدرسہ انس تحفیظ القرآن (سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی) تشریف لئے گئے، علمی اور دینی مسائل پر گفتگو رہی، بندہ امجد اور مولانا طارق محمود صاحب ہمراہ تھے، بعد عشاء واپسی ہوئی۔

□...... 11/ذیقعدہ، سوموار، تعمیرِ پاکستان سکول میں گرمیوں کی تعطیلات اختتام پذیر ہوکر تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔

□...... 12/ذیعقدہ، منگل، عصر میں مولانا طاہر قریشی صاحب (سابق مدرس ادارہ) تشریف لائے، ملاقات ومجالست ہوئی۔

اخبارِ عالم **حافظ غلام بلال**

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/جولائی/2016ء/16/شوال المکرّم/1437ھ: پاکستان: مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت کے خلاف یومِ سیاہ منایا گیا، شہر شہر ریلیاں مظاہرے، کشمیریوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے، وزیرِ اعظم 22/جولائی: پاکستان: غیرت کے نام پر قتل میں معافی کے باوجود عمر قید سزا ہوگی، عصمت دری پر بھی سخت سزائیں، پارلیمانی کمیٹی میں بل متفقہ منظور 23/جولائی: پاکستان: آزاد کشمیر الیکشن کے سرکاری نتائج کا اعلان، ن لیگ کی 31 نشستیں 24/جولائی: افغانستان: کابل احتجاجی مظاہرے کے دوران خودکش دھماکہ، 91 جاں بحق 25/جولائی: پاکستان: مقبوضہ وادی میں حالات کی بہتری تک آر پار تجارت بند رکھنے کا فیصلہ ☎ حکومت کا دوسری بار حج کرنے پر پابندی لگانے پر غور، پاکستانی حجاج کو کھانا فراہمی کے لئے 16 کمپنیوں سے معاہدے 26/جولائی: پاکستان: کراچی، ایف آئی اے حکام نے ویزے کے بغیر آنے والے 2 امریکیوں کو ڈی پورٹ کر دیا 27/جولائی: پاکستان: سندھ حکومت، پارلیمانی پارٹی کا اجلاس، قائم علی شاہ مستعفی، مراد علی شاہ کو وزیرِ اعلیٰ سندھ بنا دیا گیا 28/جولائی: پاکستان: پنجاب، خیبر پختونخوا میں شدید بارشیں، مختلف واقعات میں 14 افراد جاں بحق، ندی نالوں میں طغیانی، الرٹ جاری 29/جولائی: پاکستان: طورخم سرحد پر تعمیر کئے جانے والے نئے گیٹ کا نام ''بابِ پاکستان'' رکھ دیا گیا 30/جولائی: پاکستان: وفاقی حکومت کا آئندہ 22 ماہ کے لئے ترقیاتی پلان منظور، موٹرویز، ہسپتال اور صحت کے منصوبہ اور بلدیاتی اداروں کو فعال رکھا جائے گا، اعلامیہ جاری ☎ سائبر کرام سینیٹ سے 55 ترامیم کے ساتھ منظور، پارلیمانی کمیٹی نگرانی کرے گی 31/جولائی: پاکستان: تین سال بعد جائیداد بیچنے پر ٹیکس ختم، 40 لاکھ تک کی پراپرٹی پر ودہولڈنگ ٹیکس کی چھوٹ ☎ وزیرِ اعظم کا پٹرولیم قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان یکم/اگست: سعودی عرب: 8 ماہ سے تنخواہیں نہ ملنے کے باعث سینکڑوں پاکستانی فاقہ کشی پر مجبور 2/اگست: پاکستان: پاکستان 10 ابھرتی معیشتوں میں شامل، برطانوی خبر رساں ادارہ ☎ ملک بھر میں ووٹرز کی دوبارہ تصدیق کے پلان کی منظوری 3/اگست: پاکستان: اسلام آباد سمیت بڑے شہروں میں جائیدادوں کی کم از کم قیمتیں مقرر، ایف بی آر نے 16 نوٹیفکیشن جاری کر دیئے 4/اگست: پاکستان: انسدادِ دہشتگردی، پاکستان، چین، افغانستان اور تاجکستان کا عسکری گروپ قائم، تعاون کا لائحہ عمل طے 5/اگست: پاکستان: حج آپریشن کا

آغاز، 1994عازمین، حجاز مقدس پہنچا دیئے گئے ☎ سارک کانفرنس، بے بنیاد الزام تراشیوں پر پاکستانی وزیر داخلہ چوہدری نثار کا جوابی وار، راج ناتھ کانفرنس چھوڑ کر بھارت لوٹ گئے ✍ 6/اگست: پاکستان: سعودیہ میں پھنسے پاکستانیوں کو فی خاندان 50ہزار ملیں گے، وزیرِ اعظم نے 10ہزار پاکستانیوں کے لئے 50 کروڑ کی منظوری دے دی ✍ 7/اگست: پاکستان: ملک میں 3سال کے دوران 56لاکھ ٹیکس نادہندگان کا انکشاف ☎ 3سال میں کرپشن کے 178 کیسز کا سراغ، نیب ✍ 8/اگست: پاکستان: مقبوضہ کشمیر، کرفیو کو ایک ماہ مکمل، فائرنگ سے خاتون شہید، 6افراد زخمی، شہادتیں 69 ہوگئیں ✍ 9/اگست: پاکستان: سول ہسپتال کوئٹہ میں خودکش دھماکہ، وکلاء اور صحافیوں سمیت 70افراد شہید، 112زخمی متعدد کی حالت نازک، آرمی چیف کا ملک بھر میں آپریشن کومبنگ شروع کرنے کا حکم ✍ 10/اگست: سعودی عرب: ریاض، دوسری بار حج یا عمرہ کرنے والوں پر ویزا فیس لاگو، عازمینِ حج سے 2ہزار ریال فیس لی جائے گی، سعودیہ کابینہ کے اجلاس میں فیصلہ ✍ 11/اگست: پاکستان: قومی اسمبلی کے 69سال مکمل ہونے پر متفقہ قرار داد منظور، جمہوریت، آزادی، مساوات، برداشت کے اسلام میں بیان کردہ اصولوں پر مکمل عمل کیا جائے، قرارداد کا متن ☎ قرآن کریم کا نصابی کورس جائزے کے لئے نظریاتی کونسل کو ارسال، چھٹی سے بارہویں جماعت تک کے لئے نصاب وفاقی وزارتِ تعلیم کے تحت تیار کردہ ہے ✍ 12/اگست: پاکستان: قومی اسمبلی میں سائبر کرائم ترمیمی بل کثرتِ رائے سے منظور، انٹرنیٹ کے ذریعہ دہشت گردی پر 14سال قید، 50لاکھ جرمانہ ہوگا ✍ 13/اگست: پاکستان: بلیک لسٹ امریکی کو 24 گھنٹے میں ملک بدر کرنے کا فیصلہ ✍ 14/اگست: پاکستان: افغانستان میں کریش لینڈنگ کرنے والے ہیلی کاپٹر کا عملہ اسلام آباد پہنچ گیا ✍ 15/اگست: پاکستان: 70واں یومِ آزادی، ملک بھر میں جوش وجذبے کا ساتھ منایا گیا، کشمیریوں کی حمایت جاری رکھنے کا عزم ✍ 16/اگست: پاکستان: پنڈ دادنخان ودیگر علاقوں میں ہزاروں افغان مشکوک افراد کے شناختی کارڈز بلاک ✍ 17/اگست: پاکستان: خیبر پختونخوا، نیب سے سزا یافتہ سرکاری ملازمین کو فوری فارغ کرنے کا فیصلہ ✍ 18/اگست: پاکستان: آج رواں سال کا دوسرا چاند گرہن، پاکستان میں بھی نظر آنے کا امکان ✍ 19/اگست: پاکستان: ملک بھر میں یکم ستمبر سے عالمی معیار کا پٹرول ملے گا، اقتصادی رابطہ کمیٹی اجلاس میں پیٹرول 92رون فروخت کرنے، درآمدی یوریا کھاد کی قیمت میں کمی کی منظوری ✍ 20/اگست: پاکستان: اقوامِ متحدہ کی جانب سے مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کے پاکستانی موقف کی حمایت، تعاون اور کشمیر میں فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجنے کی پیش کش، پاکستان کا خیر مقدم ☎ پاکستان اور ترکی کی مدد سے تیار کردہ جدید فلیٹ ٹینکر افتتاح کے بعد سمندر میں اتار دیا گیا۔

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 13 (1437ھ) کی اجمالی فہرست

ادا ریہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اصلاح وترقی کے لئے خود احتسابی کی ضرورت	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص3
مہنگائی، فضول خرچی اور کفایت شعاری	// //	شمارہ2ص3
اولی الامر کی اطاعت	// //	شمارہ3ص3
پڑوسیوں کی حق تلفی یہ بھی ہے	// //	شمارہ4ص3
لالچ بری بلا ہے	// //	شمارہ5ص3
پتنگ بازی کا کھیل	// //	شمارہ6ص3
تجارت وملازمت اور عبادت	// //	شمارہ7ص3
حقوقِ نسواں کا نعرہ	// //	شمارہ8ص3
عید کی تیاری	// //	شمارہ9ص3
سیاسی رسہ کشی اور میڈیا کا کردار	// //	شمارہ10ص3
بچوں کی اغوا کاری کا سلسلہ	// //	شمارہ11ص3

درسِ قرآن

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
فتنہ وغیرہ شہرِ حرام میں قتال سے بڑا گناہ ہے (سورہ بقرہ: قسط133)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص6
شراب اور جوئے کا گناہ، ان کے نفع سے بڑا ہے (سورہ بقرہ: قسط134)	// //	شمارہ2ص5
پہلے خویش پھر درویش (سورہ بقرہ: قسط135)	// //	شمارہ3ص6

یتیموں کا مال ناحق کھانے کی ممانعت اور اصلاح کا حکم(سورہ بقرہ:قسط136)	مفتی محمد رضوان	شمارہ4ص5
مشرکوں سے نکاح کی ممانعت(سورہ بقرہ:قسط137)	// //	شمارہ5ص4
حائضہ سے مباشرت وغیرہ کے احکام(سورہ بقرہ:قسط138)	// //	شمارہ6ص6
بیویوں سے جماع کرنے کے طریقہ میں اختیار(سورہ بقرہ:قسط139)	// //	شمارہ7ص6
اللہ کو اپنی قسموں کے لئے نیکی سے آڑ بنانے کی ممانعت(سورہ بقرہ:قسط140)	// //	شمارہ8ص5
لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں(سورہ بقرہ: قسط141)	// //	شمارہ9ص5
بیویوں سے ایلاء کرنے کا حکم(سورہ بقرہ: قسط142)	// //	شمارہ10ص5
طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا حکم(سورہ بقرہ:قسط143)	// //	شمارہ11ص5

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم(قسط6)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص17
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم(قسط7)	// //	شمارہ2ص25
خواتین کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم	// //	شمارہ3ص14
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے متعلق مسائل	// //	شمارہ4ص14
خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت(قسط1)	// //	شمارہ5ص13
خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت(قسط2)	// //	شمارہ6ص16
خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت(قسط3)	// //	شمارہ7ص17
خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت(چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ8ص11
دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کا حکم	// //	شمارہ9ص10
اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کا حکم	// //	شمارہ10ص14
موت، آرزووں سے قریب ہے	// //	شمارہ11ص9

Idara Ghufran

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سوئے جنت روانگی سے پہلے مومنین سے منافقین کی علیٰحدگی	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ1ص23
اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے	// //	شمارہ1ص29
ماہِ صفر میں شادی بیاہ جائز ہے	مفتی محمد رضوان	شمارہ2ص35
حصولِ جنت کی دوڑ	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ2ص36
اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے	// //	شمارہ2ص43
دنیا کی حقیقت	قاری جمیل احمد	شمارہ2ص50
وقتِ وفات نیکوں کے لئے جنت کے انعامات	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ3ص18
دنیا کی حقیقت (قسط2)	قاری جمیل احمد	شمارہ3ص22
جنت والے اور دوزخ والے کیا برابر ہیں؟	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ4ص35
میں اپنی ماں کے عقیدے پر مر رہا ہوں	// //	شمارہ4ص40
ہم آپ کہہ کر بولیں گے	ماسٹر عبدالحلیم احقر	شمارہ4ص47
دنیا کی حقیقت (قسط3)	قاری جمیل احمد	شمارہ4ص48
حضرت مدنی وحضرت تھانوی کے مولانا سندھی سے متعلق موقف پر شبہ کا ازالہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ5ص31
ملفوظات	// //	شمارہ5ص40
ہار جیت کا دن	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ5ص42
دنیا کی محبت (قسط1)	قاری جمیل احمد	شمارہ5ص47
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ6ص26
مسلم ومجرم دونوں برابر نہیں	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ6ص31
دنیا کی محبت (قسط2)	قاری جمیل احمد	شمارہ6ص37
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ7ص28
اہلِ جنت، اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم (حصہ اول)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ7ص35

دنیا کی محبت(قسط3)	قاری جمیل احمد	شمارہ7ص41
السلام علیکم کہو!	ماسٹرعبدالحلیم احقر	شمارہ7ص45
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ8ص26
اہلِ جنت،اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم (حصہ دوم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ8ص34
دُنیا کی وقعت(قسط1)	قاری جمیل احمد	شمارہ8ص39
ملفوظات	// //	شمارہ9ص12
کائنات کا ذرہ ذرہ ایکسرے مشین ہے(حصہ سوم)	مولانا غلام بلال	شمارہ9ص19
عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال	مفتی محمد رضوان	شمارہ9ص23
برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ(قسط1)	// //	شمارہ9ص25
حکیم محمد فیضان صاحب رخصت ہوگئے	مولانا طارق محمود	شمارہ9ص33
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ	مفتی محمد یونس	شمارہ9ص36
بچھڑگیا(مسیحائے قوم کی موت)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ9ص39
حکیم صاحب اور بڑوں کی برکت	مولانا محمد ناصر	شمارہ9ص41
حکیم محمد فیضان صاحب کا انتقال	قاری جمیل احمد	شمارہ9ص44
حکیم محمد فیضان خان صاحب جواَب ہم میں نہ رہے	مفتی عبدالواحد قیصرانی	شمارہ9ص46
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ	ماسٹرعبدالحلیم احقر	شمارہ9ص47
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ10ص19
اہلِ جنت کی آٹھ صفات	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ10ص24
برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ(قسط2)	مفتی محمد رضوان	شمارہ10ص30
حکیم محمد فیضان صاحب مرحوم	مولانا طلحہ مدثر	شمارہ10ص34
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ11ص13
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ11ص15
اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں(حصہ اول)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ11ص19

Iqra Ghufran

فرقہ بندی اوراختلاف میں فرق	قاری جمیل احمد	شمارہ 11 ص 25
برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (تیسری و آخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 11 ص 28

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ شوال: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ 1 ص 33
ماہِ ذیقعدہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 2 ص 52
ماہِ ذی الحجہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 3 ص 25
ماہِ محرم: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 4 ص 49
ماہِ صفر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 5 ص 50
ماہِ ربیع الاول: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 6 ص 40
ماہِ ربیع الآخر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 7 ص 46
ماہِ جمادی الاولیٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 8 ص 43
ماہِ جمادی الاخریٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 9 ص 48
ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 10 ص 38
ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 11 ص 29

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
امام مالک رحمہ اللہ کے حکیمانہ اقوال	مولانا غلام بلال	شمارہ 1 ص 35
امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری ایام	// //	شمارہ 2 ص 54
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات وواقعات	// //	شمارہ 3 ص 27
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات وواقعات	// //	شمارہ 4 ص 53
شرفِ تابعیت اور تحصیلِ علم	// //	شمارہ 5 ص 52

تحصیلِ علم کے دوران امام ابوحنیفہ کا رتبہ ومقام	مولانا غلام بلال	شمارہ6ص42
امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث	// //	شمارہ7ص48
امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث (حصہ دوم)	// //	شمارہ8ص45
فقہ کی ترتیب وتدوین	// //	شمارہ9ص50
آپ کے متعلق ائمہ کی آراء	// //	شمارہ10ص40
امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ اول)	// //	شمارہ11ص31

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عہدِ صدیقی کی فتوحات اور خلیفۂ ثانی کی تعیین	مولانا محمد ناصر	شمارہ1ص38
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت	// //	شمارہ2ص56
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے القاب	// //	شمارہ3ص29
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد	// //	شمارہ4ص58
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث	// //	شمارہ5ص57
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث	// //	شمارہ6ص45
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث	// //	شمارہ7ص52
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث	// //	شمارہ8ص49
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث	// //	شمارہ9ص53
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ10ص43
حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کا مقام اور مرتبہ	// //	شمارہ11ص33

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جنات وشیاطین	حافظ محمد ریحان	شمارہ1ص41

جنات وشیاطین (قسط۲)	حافظ محمد ریحان	شمارہ2 ص59
جنات وشیاطین (قسط3)	// //	شمارہ3 ص32
جنات وشیاطین (قسط4)	// //	شمارہ4 ص61
جنات وشیاطین (قسط5)	// //	شمارہ5 ص60
جنات وشیاطین (چھٹی وآخری قسط)	// //	شمارہ6 ص48
ایک اچھا بچہ اپنا دن کیسے گزارے......!	// //	شمارہ7 ص55
دو بہادر بچے	// //	شمارہ8 ص52
سائیکل،موٹر سائیکل ایک خطرناک سواری!	// //	شمارہ9 ص56
غیبت اور بہتان (قسط1)	// //	شمارہ10 ص45
غیبت اور بہتان (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ11 ص37

بزمِ خواتین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط8)	مولانا طلحہ مدثر	شمارہ1 ص43
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط9)	// //	شمارہ2 ص60
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط10)	// //	شمارہ3 ص33
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط11)	// //	شمارہ4 ص64
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط12)	// //	شمارہ5 ص62
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط13)	// //	شمارہ6 ص51
خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (چودھویں وآخری قسط)	// //	شمارہ7 ص56
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط1)	// //	شمارہ8 ص54
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط2)	// //	شمارہ9 ص57
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط3)	// //	شمارہ10 ص47

Iqra Ghufran

ازواج مطہرات کے نکاح(قسط4)	مولانا طلحہ مدثر	شمارہ11ص39

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
محفلِ حُسنِ قرائت کا مفصّل ومدلّل حکم	ادارہ	شمارہ1ص51
جہیز کا حکم	// //	شمارہ2ص69
نکاح کے پیغام یا منگنی کی شرعی حیثیت	// //	شمارہ3ص42
نکاح کے ولیمہ کا جائز اور افضل وقت	// //	شمارہ4ص70
عورت کو محرَم کے بغیر سفر کا شرعی حکم	// //	شمارہ5ص69
جڑواں شہروں(Twin cities)میں سفر وقصر کا حکم(قسط1)	// //	شمارہ6ص58
جڑواں شہروں(Twin cities)میں سفر وقصر کا حکم(دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ7ص62
جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق(قسط1)	// //	شمارہ8ص62
جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق(قسط2)	// //	شمارہ9ص64
جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق(قسط3)	// //	شمارہ10ص56
جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق(چوتھی وآخری قسط3)	// //	شمارہ11ص46

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
''مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ''پر آراء(قسط6)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص81
نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے کی روایات	// //	شمارہ2ص79
جانوروں کے آداب	// //	شمارہ3ص53
گھر وغیرہ میں داخل ہونے کے آداب	// //	شمارہ4ص80

ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب	مفتی محمد رضوان	شمارہ 5 ص 71
سفارش کے آداب	// //	شمارہ 6 ص 82
بجلی استعمال کرنے کے آداب	// //	شمارہ 7 ص 73
چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب	// //	شمارہ 8 ص 76
مقروض کا قرض ادا کرنے، معاف کرنے اور مہلت دینے کی فضیلت	// //	شمارہ 9 ص 73
ٹیلی فون وموبائل فون استعمال کرنے کے آداب	// //	شمارہ 10 ص 68
جڑواں شہروں میں سفر وقصر کا حکم	// //	شمارہ 11 ص 68

عبرت کدہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت شعیب علیہ السلام کا سفرِ آخرت	مولانا طارق محمود	شمارہ 1 ص 83
حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام (قسط1)	// //	شمارہ 2 ص 87
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت	// //	شمارہ 3 ص 82
حضرت موسیٰ کی ولادت کے بعد والدہ کی پریشانی	// //	شمارہ 4 ص 84
حضرت موسیٰ کی فرعون کے گھر میں پرورش وتربیت	// //	شمارہ 5 ص 79
حضرت موسیٰ اپنی والدہ کی گود میں	// //	شمارہ 6 ص 85
حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں فرعون کی ڈاڑھی	// //	شمارہ 7 ص 80
حضرت موسیٰ کو علم وحکمت عطا ہونا	// //	شمارہ 8 ص 80
حضرت موسیٰ کی بنی اسرائیل کے ایک فرد کی مدد	// //	شمارہ 9 ص 78
واقعہ قتل کے بعد حضرت موسیٰ کا رجوع الی اللہ	// //	شمارہ 10 ص 74
حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا	// //	شمارہ 11 ص 70

طب وصحت

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مالٹا (Orange)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 86

چکوترہ(Grapefruit)	مفتی محمد رضوان	شمارہ2ص91
قدرتی ہوااورفطری روشنی کی ضرورت وافادیت	// //	شمارہ3ص86
آملہ(Emblic Myrobalans)	// //	شمارہ4ص87
ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط1)	// //	شمارہ5ص82
ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط2)	// //	شمارہ6ص88
ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط3)	// //	شمارہ7ص83
ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط4)	// //	شمارہ8ص83
ابتدائی طبی امداد(First Aid)(پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ9ص80
چندعام بیماریاں اوراُن کاآسان علاج(قسط1)	// //	شمارہ10ص77
چندعام بیماریاں اوراُن کاآسان علاج(قسط2)	// //	شمارہ11ص72

﴿اخبارِادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانامحمدامجد حسین	شمارہ1ص91
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ2ص93
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ3ص91
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ4ص91
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ5ص91
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ6ص91
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ7ص89
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ8ص87
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ9ص85
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ10ص86

Idara Ghufran

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ11ص75

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ1ص93
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ2ص94
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ3ص93
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ4ص93
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ5ص93
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ6ص93
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ7ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ8ص90
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ9ص89
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ10ص89
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ11ص77

صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام

صدقۂ جاریہ کی حقیقت اور نیکی کا ذریعہ بننے کی صورتیں،ایصالِ ثواب کا قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس سے ثبوت،مطلق اور عام ایصالِ ثواب کے منکر کا حکم،چاروں فقہ کے سلسلہ کی کتابوں سے ،مالی اور بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کا ثبوت، دعا واستغفار، ذکروتلاوت،نماز،روزہ،صدقات وخیرات، حج وعمرہ،اور قربانی وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب پر احادیث وروایات، ایصالِ ثواب کی شرائط، ایصالِ ثواب سے متعلق بدعات ورسوم، ایصالِ ثواب کے طریقے اوراس سے متعلق مختلف مسائل واحکام،اور ایصالِ ثواب کے منکرین کے شبہات واعتراضات کا جائزہ۔

مصنِّف:مفتی محمد رضوان